ناول

پی کہاں

مصنفہ

پنڈت رتن ناتھ مرحوم مصنف کامنی فسانہ آزاد وغیرہ وغیرہ

واسطے

بقار نام مصنف مرحوم کے

محمود اختر ہویالی نے

باہتمام سیٹھ کندن لال مالک مطبع

سیٹھ کندن لال پریس لکھنؤ مین چھپوایا

۱۹۱۴ء

فوائد روح شباب

۱ روح شباب ـ مقوی اعضاء رئیسہ ہے ـ
۲ روح شباب ـ قیامت کی مقوی باہ ہے ـ
۳ روح شباب ـ انتہا درجہ کی مغلظ منی ہے ـ
۴ روح شباب ـ امساک قدرتی پیدا کرتی ہے ـ
۵ روح شباب ـ دافع دوران سر ہے ـ
۶ روح شباب ـ سستی پژمردگی اور مایوسی کی دشمن ہے ـ
۷ روح شباب ـ معین حافظہ اور مصلح دماغ ہے ـ
۸ روح شباب ـ مقوی معدہ اور محرک اشتہا ہے ـ
۹ روح شباب ـ جسم کی کمزوری اور لاغری اور چہرے کی بے رونقی کو آناً فاناً دور کرتی ہے ـ
۱۰ روح شباب ـ مایوسان صحت کی امیدوں کے لیے وہ باران رحمت ہے جس سے جو سے خشک میں آب فتہ پلٹ آتا ہے
۱۱ روح شباب ـ ایک مانے ہوئے ماہر فن اور قوت باہ کے مشہور اسپاشلسٹ کی تیار کردہ ہے ـ
۱۲ روح شباب ـ ضرر رسان چیزوں سے پاک ہے ـ
۱۳ روح شباب ـ ہر مذہب وملت والے آدمی کے کام آسکتی ہے ـ
۱۴ روح شباب ہر عمر اور ہر مزاج کے آدمی کو نفع پہونچا سکتی ہے
۱۵ روح شباب ہر ملک اور ہر موسم میں نہایت آزادی کے ساتھ استعمال میں آسکتی ہے اور نہایت خوش ذائقہ ہے ـ
۱۶ روح شباب ـ میں وہ برقی مقوی اجزا شامل ہیں کہ اگر اسکی تھوڑی شیشی خالی نہ رکھی جائے تو وہ شیشی سے اڑ جائینگی اور اگر کاگ بہت مضبوطی سے لگا ہوا ہو تو شیشی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے ـ
۱۷ روح شباب ـ پر ہمیں اسقدر بھروسہ ہے کہ اگر کسی کو مفید ثابت نہ ہو تو حلفیہ تحریر آنے پر ہم قیمت واپس کر دینگے
۱۸ روح شباب ـ باوجود ان عدیم النظیر تاثیروں کے نہایت کم قیمت ہے ـ
۱۹ روح شباب ـ صرف پبلک کی نفع رسانی اور خلق اللہ کی ہمدردی کی نظر سے نہایت محنت اور نقصان برداشت کر کے ایجاد کی گئی ہے ـ
۲۰ روح شباب ـ اپنی خوبیوں کی آپ شہادت دے سکتی ہے ـ آزمائش شرط ہے ـ
۲۱ روح شباب ـ اگر کسی کے لیے مفید ثابت نہ ہوں تو ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ پھر دنیا کی کوئی دوا آپکو فائدہ نہیں پہنچا سکتی ـ
۲۲ روح شباب ـ کی تعریفیں یعنی جو اہرات کھینچنے کو ڑیوں کے مول لٹ رہے ہیں اگر اب بھی آپ فائدہ نہ اٹھائیں تو افسوس ہے

روح شباب ـ قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنے ـ تین شیشی سات روپیہ چھ شیشی پندرہ روپیہ پبلک رعایت شیشی چھ پیسہ علاوہ خرچ ڈاک ـ ہدایت ـ اگر کسی کے رگوں اور پٹھوں میں خرابی آگئی ہو تو بلا تکلیف جز اطلا مقوی عصاب منگائیں قیمت فی شیشی ...
نوٹ ـ باقاعدہ مکمل علاج کے لیے فارم تشخیص امراض ذیل کے پتہ سے مفت طلب کیجیے اور اسکی خانہ پری کر کے واپس کیجیے ـ تمام رازداری محفوظ رہیگی ـ
تیار کردہ حکیم خواجہ سید علی عرف فدا علیس اے حکیم سند یافتہ درجہ اول اسپشلسٹ (یعنی ماہر فن) قوت باہ ـ بانی و مہتمم بیت الحکمت ـ اودھ شفا خانہ نظیر آباد لکھنؤ
امین آباد
خط و کتابت کا پتہ صرف ـ منیجر بیت الحکمت ـ اودھ شفا خانہ لکھنؤ انڈیا

پی کہان

پہلی ہوک

اُدھر ڈالدی سکھنڈ سے پر کمند
اِدھر پی کہان کی صدا اٹھی بلند

پی کہان! پی کہان! پی کہان! منگل کا دن۔ اور اندھیری رات۔ برسات کی رت۔ دو بجکے ستائیس منٹ آئے تھے۔ تین کا عل سب آرام مین سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار۔ سناٹا پڑا ہوا۔ اندھیرا گھپ چھایا ہوا۔ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا تھا۔ دو چیز ون سے البتہ اندھیرا ذرا یون ہی سا کم ہو جاتا تھا اور وہ بھی چشم زدن کے لیے۔ ایک تو کوندے کے لوکنے سے بجلی چمکی اور غائب۔ دوسرے جگنو کی روشنی۔ ناخن کے برابر کیڑا اگر دامنی کی دمک سے مقابلہ کرنے والا۔ آسمان پر وہ اور زمین پر یہ کوئی تنکتا بھی نہ تھا۔ اگر کوئی آواز آتی تھی تو پتون کے کھڑکھڑانے کی۔ ہوا کے زناٹے کے ساتھ چلنے سے درختون کے پتے گویا تالیان بجاتے تھے تارے سب غائب۔ فرش سے عرش تک ایک ہی قسم کی تاریکی چھائی ہوئی گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ اگر ہوا تیزی کے ساتھ نہ چلتی ہوتی تو موسلا دھار مینھ برستا اور عالمگیر بارش ہوتی۔

اسی منگل کے دن ایک جنگل مین ایک بڑے لق و دق محل کی چھت پر ایک عالیشان کمرے مین ایک لڑکا پلنگ پر خواب ناز مین تھا۔ بہت ہی خوبصورت لڑکا۔ سن کوئی

سولہ برس کا۔ ابھی مسیں ... تھیں۔ سر کے بال
کے چھوٹے گندھی کی دوکان کا سولہ روپیے سیر والا حنا ...
ہوئی چوٹی گوندھی ہوئی پیارے پیارے ہاتھوں میں مہندی رچی ہوئی۔ گورے
گورے پاؤں رنگین۔ لب مسی مالیدہ اُنپر رنگ پان۔ گویا ناسخ لکھنوی نے انھین
ہونٹوں کی شان میں یہ مشہور مطلع کہا تھا۔

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہو
تماشا ہے کہ آتش و دھوان ہو

رسیلی آنکھوں میں سرمے کی تحریر۔ میٹھی نیند سو رہا تھا۔ بالکل غافل۔ تین کمسن کم عمر عورتیں
پلنگ کے ادھر اُدھر فرش مکلف پر سو رہی تھیں۔ اور ایک نوخیز عورت ایک چارپائی
پراس لڑکے کے پلنگ کے قریب آرام کر رہی تھی۔ ایک دفعہ ہی بادل بہت زور
سے گرجا۔ اور اس خوبصورت لڑکے کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو تاریکی کی عملداری ہے
اندھیرا گھپ چھایا ہوا۔ آرام کرنے کے قبل ہی سے طبیعت پریشان تھی۔ انتہا
کی بے چین۔ بڑی دقتوں سے آنکھ لگی تھی اب اس اندھیرے کو دیکھکر اور بھی
پریشان ہوا۔ اور پلنگ سے اُٹھکر ٹہلنے لگا۔ قاعدہ ہے کہ جب انسان اندھیرے کا
ذرا دیر تک عادی ہو جاتا ہے تو پھر اندھیرا کم معلوم ہوتا ہے۔ دیکھا کہ فیضن
انکے کوکا کی لڑکی کی چارپائی پر سو رہی ہے۔ اسکو اس لڑکے نے جگایا۔ وہ
فوراً اُٹھ بیٹھی اور شمع کافوری روشن کی اور کہا افوہ! بڑا اندھیرا ہے۔ اتنے میں
حسین لڑکا پھر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں آواز آئی۔ (پی کہان! پی کہان) جنگل
کے جیسے باغ میں یہ املاک تھی اسمیں ایک کھنڈرا بنا تھا۔ اس کھنڈرے کے پاس
شیشم کا ایک بہت بڑا درخت تھا اسکی ایک شاخ پر جو کھنڈرے کی پانچویں
منزل کے پاس تھی پپیہے نے جھونجھ لگایا تھا۔ اور اسی کی (پی کہان! پی کہان) کی
صدا سنکر یہ لڑکا بھی کہنے لگا۔ (پی کہان! پی کہان) لڑکون کا قاعدہ ہوتا ہے کہ
کوئل کو چڑھاتے ہیں اُسکے ساتھ ساتھ اُسکی بولی بولتے ہیں یا غل مچاتے
کہتے ہیں (کالے کوے کی جورو) مگر اس لڑکے کی (پی کہان) صدا اسقدر دردناک
تھی کہ سنکر کوئی یہ نہ سمجھتا کہ چڑھاتا ہے۔ اتنے میں پھر بادل زور سے گرجا اور بجلی

...اندھیری تھی۔ جو تین کم سن عورتیں فرش پر سو رہی تھیں وہ بھی
چونک پڑیں۔ دیکھا تو شمع کا نور ہی روشن ہے (پی کہاں ، پی کہاں) کی آواز باغ سے
آ رہی ہے اور لڑکا ادھر سے اُسی کی بولی (پی کہاں ۔ پی کہاں) کہہ رہا ہے اور فیضن
ساتھ ہے یہ تینوں بھی اُٹھ کھڑی ہوئیں۔
پیاری (مہری) سن سترہ برس کا ۔ کمین ۔ بڑی نیک ۔ بہو بیٹیوں میں رہنے کے قابل
اسکی ماں جہیز میں آئی تھی۔
ستارن (خواص کی لڑکی) اٹھارہ برس کی عمر ۔ بڑی شوخ اور تیز۔
دُلاری ۔ (مغلانی کی چھوکری) سولھواں برس ۔ نازک اندام ۔ خوبرو ۔ قحط کے دنوں
میں مول لی گئی تھی۔
فیضن ۔ (دکو کا کی لڑکی) سترھواں سال اس لڑکے پر جان دیتی تھی ۔ ہزار جان سے عاشق
جہاں اسکا پسینا گرے وہاں لہو گرانے کو تیار ۔ اور اس لڑکے کو بھی اس سے دلی عشق تھا۔
ستارن ۔ اے حضور اُٹھ کیوں بیٹھے ۔ (مزاج تو اچھا ہے)۔
پیاری ۔ میری تو ابھی ابھی آنکھ کھلی ۔ بادل جو گرجا تو ایکا ایکی چونک پڑی دیکھتی ہوں تو شمع
روشن اور حضور کچھ کہہ رہے ہیں۔
فیضن ۔ مجھے تو حضور نے جگایا سنتی ہوں تو (پی کہاں)
دلاری ۔ اے اب حضور پلنگ پر آرام کریں
اُس لڑکے نے دو بار جھوم جھوم کے کہا ۔ (پی کہاں ۔ پی کہاں) اور فیضن نے ہاتھ
جوڑ کر عرض کی کہ سرکار پلنگ پر لیٹیں ۔ لڑکا اسکے کہنے سے پلنگ پر بیٹھا اور بیٹھنے
کے بعد لیٹ گیا ۔ ستارن اور دلاری پاؤں دبانے لگیں ۔ پیاری سرہانے بیٹھکر پنکھا
جھلنے لگی فیضن نے اُس لڑکے کے گلے میں ہاتھ ڈالکر چوم کے کہا (اب سو رہو)
رات بہت جاگی ہے پپیہا بول رہا ہے ہلکان ہو جاؤ گے
ستارن (دانتوں کے تلے اُنگلی دباکر) کیا بکتی ہو۔
پیاری ۔ اُف کیسی اندھیری رات ہے۔
اتنے میں بجلی چمکی اور اسکے ساتھ ہی بادل گرجا اور بادل گرجنے کے بعد ہی آواز آئی ۔
(پی کہاں ۔ پی کہاں) اور ادھر سے اس پر زاد لڑکے نے پلنگ سے اُٹھکر کہا

پی کہان - پی کہان) اور سین نے پھر چوم کر کہا دے آ

پیاری - تم تو بی فیضن اندھیر کر رہی ہو ہم سب کے سامنے ایسے خوبصورت کم سن صاحبزادے کو گلے لگا کے چومتی ہو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے - آخر ہم بھی تو جوان ہین جو تمھارا سن وہ ہمارا سن - ہمسے یہ کیونکر دیکھا جائیگا اور پھر ہم شکل صورت مین تمسے کم نہین

فیضن - اچھا انھین سے پوچھو - جو کہین وہی ٹھیک ہے

دلاری - اور کیا - جسے پیا چاہے وہی سہاگن کیا سانولا کیا گورا رے -

راوی - یہ سب باتین اُس لڑکے کے دل بہلانے کے مذاق کی ہوتی تھی مگر دل مین سب کو رنج تھا کہ یہ صاحبزادہ بچیین ہے - اسکی بچیینی دور کرنے کے لیے انھون نے یہ دل لگی کی باتین شروع کر دین -

فیضن - ہمارے اچھے گورے چٹے ہونے کا سب سے بڑھکے ثبوت یہ ہے کہ یہ ہمکو پیار کر لیتے ہین یہ سب ہے کہ تم آپ ہی ہو مگر کسی کو یہ جرأت نہین کہ انکو چوم لے -

یہ لڑکا گو اسوقت مغموم تھا مگر یہ گفتگو سنکر ذرا یون ہی سا مسکرا دیا - اور فیضن نے تالیان بجا کر کہا دا ہلو اب کہو - کون جیت گیا - ہم یا تم ! ہمنے جو بات کہی وہ سنتے ہی ہنس دین -

پیاری - ہنس دین کیا معنی - فیضن - وہ - تو یہ ہنس دیے - ہنس دین نہین -

اتنے مین اس لڑکے کو نیند آگئی اور جو پاؤن دباتی تھی وہ آہستہ آہستہ پاؤن دبانے لگین - اور جو پنکھیا جھل رہی تھی وہ بھی آہستہ آہستہ جھلنے لگی تھوڑی دیر کے بعد یہ چارون اپنی اپنی جگہ پر جا کر سو رہین - کوئی آدھے گھنٹے تک اس کمرے مین سناٹا پڑا رہا - اور اسکے بعد پھر یہ لڑکا جاگا اور جاگتے ہی سنا کہ پی کہان - پی کہان ایہ سنتے ہی چھپکے سے اُٹھا اور نیچے اُترا - اور سیدھا اُس ستکھنڈے کی طرف چلا اور پانچوین منزل پر جا کر پپیہے کے جھونجھ کی جانب ہاتھ بڑھایا - درخت کی شاخ اُسکے قریب تھی پہلے ہاتھ وہانتک نہین پہونچا پھر کوشش کی اور جھونجھ سے ایک جانور نکال لیا اور پھر نیچے اُترا دوسرا جو اُس درخت سے بھاگ گیا تھا اُسکو خبر بھی نہین کہ جھونجھ مین کیا ہوا پلٹے تب یہ لڑکا اُس جانور کو لیکر اُترا اُسی دم جانور کے چلانے کی

[illegible] کے جواب مین آواز دی۔ پی کہان۔ پی کہان اب سنیے کہ سحر کاذب کے وقت فیضن کی آنکھ کھل گئی گو اسوقت کسی قدر روشنی ہوتی جاتی تھی مگر بدلی کے سبب سے ابتک اندھیرا چھایا ہوا تھا فیضن کے اُٹھتے ہی پیاری کی بھی آنکھ کھل گئی۔ اُٹھ کے بیٹھی تو قیاس سے سمجھی کہ فیضن ہین۔ پوچھا (فیضن) سرکار آرام مین ہین۔ اُسنے آہستہ سے کہا (ہان) تاریکی کے سبب سے دونون کو نہین معلوم ہوا کہ سرکار کا پلنگ سونا پڑا ہے۔ اتنے مین فیضن پیاری کے قریب آئی

فیضن۔ اری بہن رات تو۔ (پی کہان۔ پی کہان) کہتے کہتے انھون نے ناک مین دم کر دیا۔

پیاری۔ ایک بات مین کہون۔ گورا گورا مکھڑا لمبے لمبے بال۔ سترہ۔ اٹھارہ یا سولہ سترہ برس کا سن خوبصورت لونڈا۔ جب تم نے اسکو لپٹا کے گلے مین ہاتھ ڈال کے چوما تو بس میرے کلیجے پر جیسے سانپ لوٹنے لگا

فیضن۔ دُرگدھی۔ سانپ لوٹنے کی کون بات تھی۔

پیاری۔ ہان ہان۔ یہ تو ٹھیک ہو مگر اُس ساعت تو ایک عجب سمان بندھ گیا۔

فیضن۔ سچ کہون مجھے خود ہی معلوم ہوا۔ انکی صورت اور وضع اسوقت بالکل اس سے ملتی تھی وہ جو کھتک کا لونڈا نہین ہے۔ پار رہتا ہے۔ وہی لمبے لمبے بال وہی پتلی کمر۔ وہی گورے گورے گال۔ وہی رنگ روپ۔ وہی لوچ۔ پتلی کمر بل کھائے رہی ندیا۔

پیاری۔ (فیضن کے گلے مین بانہین ڈالکر) بس بس یہی مین بھی کہنے کو تھی یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی بھانڈ کا خوبصورت لونڈا ابھی پیشواز اُتار کے آیا ہے۔

فیضن۔ اللہ جانتا ہے میرے دل کی بات کہی۔

پیاری۔ سچ کہون۔ میرا خود جی چاہتا تھا کہ جسطرح تم نے گلے لپٹا کے چوم لیا تھا اسیطرح مین بھی گلے لپٹا کے لون۔ مگر ہم سے تو یہ جرأت ہو نہین سکتی تمھارے مرتبے بڑھے ہوئے ہین۔

فیضن۔ ہان بس یہ ٹھیک ہو۔ کبھی جرأت ہی نہ ہوتی۔ کوئی بات ہو بھلا۔ توبہ۔ توبہ ہماری اتنی جان سہی تو زہر ہی کھالین۔

استنے مین روشنی ذرا ذرا نمودار ہوئی اور پیاری نے پلنگ ۔۔۔ دار
اے بہن وہ ہین کہان (فیضن نے جو پلنگ کو دیکھا تو کہا دہائین! یہ کیا بات!
ارے!) اب دلاری اور ستارن جاگ اٹھین اور اُس صاحبزادے کی تلاش
ہونے لگی۔

ستارن۔ کہان ہین کہان۔ دلاری۔ (گھبرا کر) فیضن۔ یہ کہان ہین۔

فیضن (ادھر اُدھر دیکھکر) میرے تو جیسے ہاتھون کے توتے اُڑ گئے۔ مین نجوون چلی
سو کیون رہی۔

چارون پریشان اور حیران ہوکر ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگین مگر کہین پتا نہ ملا۔ اب
بیچ پر صاحبزادے صاحب آرام مین ہین اور ہاتھ مین کوئی جانور ہے اور ایک جانور
زور زور سے اوپر اوپر چلا رہا ہے۔ یہ چارون دوڑین اور سب کی سب انتہا سے
زیادہ پریشان فیضن نے کہا دارے یہ کیا ہو رہا ہے پیاری بولی (بہن یہ تو
غضب کا سامنا ہے) ستارن نے کہا لوگ ہمکو کیا کہین گے کہ آج بڑی واردات
ہوگئی اور ان چارون کے کان پر جون تک نہ رینگی۔ بڑا غضب ہے

دلاری۔ ارے یہ یہان آ گئے کب۔ فیضن۔ یہ ہاتھ مین کیا ہے۔

دلاری۔ (بڑی حسرت کے ساتھ) اللہ کرے نیند مین ہون۔

دوسری ہوک

ہین دربار مین جمع سب حاضرین
ہوا اک رئیس آج مسند نشین

قصبے سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر ایک بڑا وسیع احاطہ ہے۔ دیوارین چو طرفہ بہت بلند
دور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یا تو کوئی چھوٹا سا قلعہ ہے یا کوئی جیلخانہ بنا ہے احاطے
کے بڑے پھاٹک کے اندر پہونچتے ہی دور تک ہری ہری دوب کا فرش زمرد ین نظر
آتا تھا اور سب سے پہلے اسی پر نظر پڑتی تھی اور اسکے چارکونون پر چار فوارے
چھوٹتے تھے جنکے پانی سے دوب سینچی جاتی اور آنکھون کو تراوٹ ہوتی تھی اُس
دوب کے بیچ میں بڑے بڑے تختے سے ہوکر ایک اور پھاٹک تھا۔ مشہور تھا کہ سونا تھ

[illegible]ـت کے بعد ہندوستان [illegible] ـے شیر کا پھاٹک ہے۔ اس
[illegible] خوشبو دار پھولوں کی روشیں ہیں۔ لال لال پھولوں کی
روشوں میں گل لالہ کھلا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ پھولوں کی لال کرتی والی پلٹن کسی مہم
دعا دا کرنے کو لیس ہے۔ زرد رنگ کے گلہاے تر دیکھکر بسنت کی رت یاد آتی
تھی۔ سفید پھولوں کے تختے بڑی بہار دکھاتے تھے۔ روشوں کے ارد گرد کچھ کچھ
فاصلے پر سرو کے درخت لطف بہار کو دوبالا کرتے تھے۔ اسکے بعد ایک
چھوٹا سا پھاٹک تھا جسکے دہنے بائیں سنگ مرمر کے دو جوان سپاہی بنے
ہوئے تھے۔ ایک جوان کی چڑھی داڑھی اور کھڑی مونچھیں کمر سے تلوار اور تفنگ
کی جوڑی لگی ہوئی۔ تنا ہوا۔ آنکھیں خونخوار چہرہ کر لڑائی مول لینے پر تیار۔ دوسرا
ڈنڈ پیل پہلوان۔ ہاتھ میں کھانڈا۔ پشت پر ڈھال صورت سے ظاہر ہوتا تھا
کہ بڑا تیکھا سپاہی ہے۔ مزاج کا کڑوا۔ ایک سپاہی تلنگوں کی وردی پہنے
بھری مارٹینی رفل کاندھے پر رکھے۔ کرچ لگی ہوئی پہرا دے رہا تھا۔ پھاٹک
کے اندر دہنے جانب دو ہاتھی جھوم رہے تھے۔ ایک کنجل ہاتھی۔ کیلی ابت کا
راتبھر۔ پاؤن میں بڑی بھاری زنجیر پڑی ہوئی مست جھومت کرتیا تھا
آس پاس کے بیل گائے بھینس گھوڑے ٹٹو کانپ اٹھتے تھے جب چارے
کے لیے جاتا تھا تب بھی ایک پاؤں میں بڑی زنجیر پڑی رہتی تھی۔ مستک پر
فیلبان۔ آگے آگے چرکٹا سنٹا مشٹنڈا پہلوان اس ہاتھی کی آنکھوں سے
معلوم ہوتا تھا کہ خونی ہے چوٹ کر بیٹھے گا۔ دوسرا ہاتھی قد قامت تن و توش
میں اس سے چھوٹا اور اسکی نسبت لٹا ہوا تھا۔ بائیں طرف کئی کٹہرے بنے
ہوئے تھے۔ ایک میں ریچھ کی جوڑی۔ میاں بی بی جنگل کے بھالو۔ دوسرے
میں شیر۔ تیسرے میں ارنا بھینسا۔ دیو کا بچہ۔ اسکے آگے بڑھ کر ایک تالاب
تھا۔ یہ بڑا بھاگوان تالاب مشہور تھا۔ ایک ہاتھی کا ڈباؤ۔ جس زمانے میں طغیانی
ہوتی تھی اس زمانے میں یہ تالاب سمندر کا بچہ ہو جاتا تھا اور جو رئیسہ اس کل املاک
کی مالک تھی اسکا خزانہ ہاتھیوں پر لد کے جاتا تھا۔ اس تالاب میں ایک بجرا
ناؤ بھی اور دو قیمتی خوشنما بجرے جن پر بیگمات مخدرات کبھی کبھی ہوا کھاتی تھیں

دو گھڑی دل بہلاتی تھیں [illegible] ایک بہت بڑا چبوترا تھا۔ [illegible]
زینے۔ اور چبوترے کے بیچون بیچ مین ایک حوض لطیف۔ اور [illegible]
نصب تھا۔ حوض کی چارون طرف آئینہ تطہیر کُھدی ہوئی تھی۔ چبوترے کی بائین
طرف زنانی ڈیوڑھی تھی۔ پہلے سپاہی کا پہرا۔ تلوار پاس۔ اُسکے بعد ایک حبشن
کا پہرا تھا۔ ہاتھ مین کٹار لیے ہوئے۔ اُسکے بعد پردہ۔ پردے کے بعد ایک اور
ڈیوڑھی تھی۔ اور ڈیوڑھی کے اسی مقام پر ایک گوش محل پر ایک چھوٹی سی مسجد
بنی ہوئی تھی جسکے پاس دیوار پر ایک جانب لکھی یاقوت رقم خان خوشنویس کا
اردلی کاغذ پر جسکا حوض سنہرا تھا یہ شعر لکھا ہوا تھا ؎

سبے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است
سجدہ گاہ ملک ور وضہ شہنشاہ است

دوسری جانب یہ شعر تھا ؎

عیسی اینجا بہ عصا آمد و دربانی کرد ملا
جبرئیل از پر خود مرد حہ جنبانی کرد

محل معلی کے اندر سب کے پہلے ایک حوض پر نظر پڑتی تھی۔ پانی شفاف صاف
لال لال مچھلیاں مع اپنے جنگی پوٹون کے کثرت سے کمرے اور دالان اور
گوش محل اور شہ نشین سب آراستہ ایک بڑے دالان سے دیوانخانے کا راستہ اندر
کی طرف یعنی زنان خانے سے تھا اور باہر کی جانب کئی دروازے تھے۔ یہ بھی
سجا سجایا تھا۔ مگر کل چیزین کل اسباب کل فرش فروش کل سامان۔ جھاڑ کنول
دیوار گیریان کوچ میز مسند تکیہ۔ سب گلابی۔ بیچ مین سنگ مرمر کی ایک میز پر گلابی
مخمل کا میل کلاتھ اور اسپر گلابی پھولدان موم کا بنا ہوا اور وہ بھی گلابی دیوارین بھی
گلابی رنگی ہوئین چھت گیری گلابی۔ مسند بچھی ہوئی تھی۔ تکیہ بھی تھا مگر مسند تکیہ خالی
مسند کے پاس ایک بڑھے دیوانجی بیٹھے تھے۔ کوئی ستر برس کا سن۔ دُبلے
پتلے آدمی۔ عینک لگائے ہوئے کان پر قلم رکھی ہوئی (رکھی ہوئی) ہمنے اس
وجہ سے کہا کہ دیوانجی صاحب قلم کو مؤنث ہی بولتے تھے۔ اور گوشت چاہے
جس قسم کا پکا ہو یہ قلیہ ہی کہتے تھے اور ہر بات مین علم قسم ضرور کھاتے تھے۔

... نے جا ریک ہو یہ بغیر کتاب یا دفتی رکھے لکھتے تھے خط شکست
تھا تعلیق آمیز قلم واسطی۔ انکے اردگرد ادھر اُدھر بہت سے آدمی۔ ایک ضلعدار
(ض) ایک واصلباقی نویس۔ (و) ایک خزانچی (خ) ایک سیاہہ نویس۔
(س) ایک مختار (م) دو محرر (ح) اور (ر) دس اسامیان (الف جار) چوبدار
(چ)۔ دروازے کے پاس ایک مشعلچی کھڑا تھا۔ چھ سپاہی۔ دو خواص۔ ایک
فیلبان۔ یہ تو عملے کے لوگ تھے باہر والون مین ایک پنشن یافتہ بوڑھے
ڈپٹی کلکٹر (ڈ) سب سے ممتاز جگہ پر بیٹھے تھے اور انہین کے قریب ایک
وکیل (و) دو نواب (ن) اور (ن ب) دو شریف زادے (ش) اور (ش ف)
اس دیوانخانے کے بعد زنان خانہ تھا اور جس کمرے کا ہم نے ابھی ذکر کیا اسکے
اور دیوانخانے کے درمیان مین کئی دروازے تھے۔ کسی مین دُھری دُھری
چقین پڑی تھین اور کسی مین سلطانی بانات کے پردے اور کوئی بیدان پردون
مین مستورات تھین بیٹھی تھین۔ ایک بیگم صاحب جو اس املاک کی مالک تھین
سر سے پاؤن تک گلابی کپڑے پہنے تھین گلابی اطلس کا دوپٹہ۔ گلابی اطلس
کی کرتی گلابی ہی محرم۔ پاتشون پائجامین ڈھیلی زلف کے بال تو البتہ سیاہ تھے
باقی اور کل چیزین گلابی۔ رنگت بھی سرخ ہونٹھ بھی لال۔ ایک چھوٹا سا حقہ نازک
خوشنما چاندی کا بنا ہوا۔ زیر انداز وتکیہ سب گلابی۔
دیوان۔ اس تدبیر کو ملاحظہ فرمایئے۔ مین کہتا ہون یہ زمین آسمان قایم کیونکر رہیگا۔

کیون نہ پڑین فلک سے انگارے
بیٹی دے اور دماد کو مارے

ش۔ واہ دیوان جی صاحب خوب شعر پڑھا دماد کا لفظ کتنا خوب آیا ہے۔ واہ واہ واہ
دیوان۔ مین تو بندہ نواز من کچھ جانتا وانتا نہین مگر ان بزرگون کے طفیل سے کچھ
کاٹھ لیتا ہون۔ لالہ دھنو رام اس احقر کے دادون مین ہوتے تھے بڑے لالہ نے
انکو دیکھا تھا۔ دھنتا اور سنتا کے نوکر تھے۔
و۔ بڑے رسیدہ اور رسا اور منتی آدمی ہین۔ لالہ کا بجی مل صاحب کوئی ایسے ویسے آدمی
تھوڑا ہی ہین۔

ڈ۔ دیرینہ لوگ ہین۔

دیوان۔ حضور اب تو جُہلاؤن سے بھی زبون ترین ہین۔ اب تو مُلّل پاس بھی ہمکو جُہلا گردانتا ہے۔ سے کوئی سکندر نامے کے معنی تو کہدے

م۔ سکندر نامہ تو شُلّا امقیان نے لکھا تھا۔

ڈ۔ امقیان تو کتاب کا نام ہے جی۔

دیوان۔ کتاب کا بھی نام نہین ہے نام کتاب کا ترجیع بند ہے امقیان امقیان اس سبب سے کہنے لگے کہ پہلے شعر کا پہلا لفظ یہ ہے۔

امقیان کوسے دلداریم
ترنج پدیا سے دون کی آریم
مرغ شاخ درخت لاہوتیم گوہر درج گنج اسراریم

لاہوت اور ناسوت اور جبروت۔ اس شعر کے بیچ مین کوئی سکندر نامے کے معنی تو کے ہفت زبان جانتا چاہیے۔

ترنی گوہر ابدا سے چار آخشیج

سے چار آخشیج کے معنی کون جانتا ہیگا دکان پکڑ کے، بڑا بول نہین بولتا کوئی سمجھے آسکے تو حال معلوم ہو۔ کہ بندہ نوازمن چار الّا قعداد کا مبلغ کتنا ہے اور اسکا کتنا علم کی قسم کھا کے کہتا ہون ہماری تحریر اچھے منشی کی فہم مین نہ آسکے۔

م۔ درین چہ شک۔

اودھر تو دیوان کانجی لال صاحب کانجی تخلص زیٹ کی سیلے رہے تھے اور لوگ انکو بنا رہے تھے اور ادھر زنان خانے مین عورتین اپنی گڈری ای ہین۔

بیگم (گلابی پوش) اے اس موئے بڈہے کو کیا بد لطیفہ ہو کہ زٹل اڑا رہا ہے اور اصل مطلب سے کوئی مطلب ہی نہین۔

دوسرا فرقہ۔ نواب جیٹ کمین کا۔ اے منّی ذری دروازے کے پاس تو بلاؤ۔

منّی۔ دیوانجی ذری دروازے کے پاس آیئے پردے کے پاس۔ سرکار یاد کرتی ہین۔

دیوان ذریوے کے پاس آ کر۔ حضور حاضر ہون۔ ارشاد۔

ہین یہ کوئی مکتب خانہ ہے لونڈون کو پڑھا رہے ہین یا کام کاج کا دن ہے!

...ن۔ (ہنسکر) دیوان جی ہو کہ میان جی۔

دیوان۔ حضور مرزا اہتمور علی بیگ وکیل مجھکو کاغذاتون کی جانچ پڑتال کر رہے ہین کہئیے تو عرض کر دون۔

بیگم۔ اے ہان خالی خولی بک بک سے کیا ہوتا ہے۔

ان بیگم صاحب کا مکان شہر مین تھا مگر جس املاک کا ہمنے ذکر کیا ہے وہ اُسکے علاقے مین تھی۔ تعلقہ دار جان شیرین جان آفرین کے سپرد کر چکے تھے۔

ایک خوبصورت خوش پوش خوشرو خوش اندام صاحبزادہ سترہ برس کا سن زنانخانے کی ڈیوڑھی سے باہر آنے لگا۔ پردے کے پاس سے محلدار نے اطلاع دی (ہوشیار) دربان اور سپاہی اُٹھ کھڑے ہوئے جب یہ صاحبزادہ محفل مین آیا تو ڈپٹی صاحب اور وکیل کے علاوہ اور سب نے سروقد تعظیم کی اور صاحبزادۂ بلند اقبال نے وکیل کے پاس بیٹھکر مزاج پرسی کی۔ اُسکے بعد دیوان جی صاحب یون گویا ہوئے۔

یہ صاحبزادے صاحب جو ابھی تشریف لائے ہین خدا اُنکی عمرون کو دراز کرے۔ (انھون نے اتنا کہا تھا کہ ایک چوبدار دو سپاہی اور ایک عورت نے ملکر کہا (آمین) اور دیوان جی پھر چہکنے لگے) ان رئیس زادے صاحب کی صورت مین خوب پہچانتا ہون۔ مین نے آپکو ضرور دیکھا ہے۔ آپ صاحبون مین سے اکثرون نے دیکھا ہوگا اور بعض قبل (بھی) دیکھا ہوگا

(دیکھا اور بعض قبل کے لفظ سنکر چوبدار صاحب یون ہی سا مسکرا دیے) ان رئیس زادہ گردون وقار اور بلند نام والا کا یہ کل علاقہ ہے اور ساری جائداتون کے مالک کل یہی ہین۔ بیٹا کہلاتے ہین۔ (زار و قطار روتے ہوئے) اب دیوانجی صاحب اتر کی بولنے لگے اب تھوڑی دیر تک تھتھو مین پھیکے داشتنگے) بات اصل یہ ہے اصل تعلقہ دار صاحب اس علاقے نے جب قضائے الٰہی سے آنکھ موند لی تو اُنکے بھائی (ان صاحبزادے کے) صاحب کو پڑھانے لکھانے اور کورٹ وارڈ مین بھرتی کرانے کے بہانے سے جلا وطن کر دیا۔ اسکو جلا وطن ہی کہنا چاہیے اور بعد ازان اسکے بیگم صاحب کے ساتھ عقد کر لیا اور اپنے آپکو ملازمون سے راجہ صاحب اور بیگم صاحبہ کو رانی صاحب کہلوایا

اور جو انکی پہلی بی بی تھین وہ چھوٹی رانی صاحب باجنے لگین۔ آیا تھ
کی سمجھ کے بیچ مین اور کل علاقہ اور جائدات پر قبضہ کرکے اُسکے مالک بن بیٹھے اور
ہم سب ملازمین دیرینہ و قدیمہ کو زجر اور توبیخ کے ساتھ فہمایش کی کہ اگر ذرا گردن
اٹھاؤگے اور لڑکے کا کھوج لگاؤگے تو زندہ چنوا دونگا۔ اور خبردار بڑی رانی کے
پاس نہ جانا اور پردہ اور علانیہ کسیو طور پر نہ جائیو۔ وہ بے دخل ہوگئین حتی کہ ہم قدیم
ملازمین ریاست کو اُن تک رسائی اور پہونچ نہایت کٹھن ہوگئی اور اپنا چوکی پہرا
تعینات کردیا۔ اور کوٹھے کے دروازون مین جنگی قلعت ڈال دیا اور راستہ آمد و رفت کو
مسدود کرکے اُنکو بے بس کردیا اور وہ زوجہ تو تھین ہی مجبور ہوگئین۔

ڈ۔ لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا۔

و۔ بڑے بڑے ظلم کیے ہین۔ جناب ڈپٹی صاحب قبلہ۔
سخت ظلم سا ظلم ہے۔ لڑکا جلا وطن۔ بیگم صاحب قید۔ اہلکارون کی پہونچ اُنتک کہا
ہم چھوڑا ایسا پریشان کیا تھا کہ بس توبہ ہی بھلی ہین اس ریاست مین چھتیس برس سے
نمکخوار ہون۔ پرانا مختار مگر جتنے دنون تک اُنھون نے راج کیا واللہ فاقے ہونے لگے
دیوانجی نے پھر گفتگو شروع کی اور کہا۔ ہم لوگون کو بندہ نوازِ من طوعاً و کرہاً اطاعت
کرنی پڑی۔ روزگار عنقا۔ نوکری کہین دس پانچ کی بھی نہین ملتی۔ کرین تو کیا کرین۔
ناچار اطاعت کرنی پڑی۔ پھر درویش بر جان درویش اپنے بھائی کے کل ملازمین
کو بُری نگاہ سے دیکھتا تھا اور کتنون کو موقوف کردیا۔ بے قصور۔ بھائی کے کل دوستون
کے دشمن۔ لڑکے کی جدائی سے بیگم صاحب بہت کڑھتی تھین مگر کرین کیا۔ سرکار کا
بس ہی کیا تھا۔ ماں کی ماتا مشہور ہے کبھی کبھی کسیو عورت کی زبانی ہم بھی سنتے تھے
کہ رویا کرتی ہین۔ بڑا رنج ہوتا تھا کہ اپنے پاؤن پر خود کلہاڑی ماری۔ از ماست کہ بر ماست
پھر بندہ نوازِ من خود کردہ را چہ علاج۔ اُنکے انتقال سے بیگم صاحب بھی اُٹھین اور
ہمنے صاحبزادے صاحب کو بھی کھوج لگا کے بلایا۔ یہ راج یہ علاقہ یہ تعلقہ یہ کل
جائدات انھین کی ہے اور ہم اُنکے نوکر اور ملازم ہین

ڈ۔ خدا انکو مبارک کرے

سپاہی اور مشعلچی اور محررون وغیرہ نے آمین کی صدا بلند کی۔

...نا مرنا ہی بہتر ہے

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز
گفتمش فتنہ ست خوابش بردہ بہ

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ڈپٹی صاحب نے جو بیگم صاحب کے پہلے شوہر کے دوست اور گھر کے یار تھے کہا دُمنی مری۔ ذری اپنی بیگم صاحب سے پوچھو کہ کنبے مین اب تو کوئی بھائی ہمارے دوست کا نہین بچا ہے۔ (ایک نمبر اور سہی) یہ فقرہ سُنا تھا کہ زنانخانے سے بڑے قہقہے کی آواز آئی۔ اور گلابی پوش بیگم صاحب نے عورتون سے کہا کہ (اُنسے اُنسے بڑی گہری چھنتی تھی۔ یہ بڈھا اُنکے وقت مین مجھے بہت چھیڑتا تھا۔ بڑا منہ پھوڑ ہے) اور اسکے جواب مین یون گویا ہوئین۔

بیگم۔ ڈپٹی صاحب۔ اب تم بڈھے ہوگئے یہ بوڑھے نخرے چھوڑو۔ سمجھے۔

ڈ۔ بڈھے ہوگئے! یہ کیسے ابھی دو کم چالیس ہی سن کا تو ہون ابھی بڈھے کہان سے ہو گئے۔

بیگم۔ اے ہے۔ بڑے ننھے۔ ابھی دو کم چالیس ہی برس کا سن ہے! اور یہ بال کہان سے سفید کیے! دھوپ مین۔

ڈ۔ بال عطر بہت لگایا سفید ہو گئے۔

بیگم۔ عطر کبھی لگاتے ہین آپ گھر کی ٹکی اور باسی ساگ۔ کبھی دھوبی تلی کا تیل بھی سر مین ڈالا تھا۔

ڈ۔ بچا۔ کنٹر کے کنٹر انڈیل ڈالے۔

بیگم۔ کالا پانی پیا ہوگا۔ اے ڈپٹی صاحب بھلا یہ تو بتاؤ کہ چھوٹے نواب کے گدی پر بیٹھنے مین جھگڑا تو نہ ہوگا۔

ڈ۔ جی نہین جھگڑا کا ہیکا۔ دو گاؤن میرے نام لکھ دین اپنے سمجھ لونگا۔ آپ اسی وقت گدی پر بٹھا دیجیے۔ ساعت سعید ہے۔ دن بھی اچھا ہے یہ آئے کب مین نے پہلے نہین پہچانا تھا صاحب غور سے دیکھا تو سمجھ گیا بچپن مین دیکھا تھا۔ اب ماشاءاللہ سیانے ہو گئے۔

بیگم۔ پرسون آئے تھے۔ کوئی پہچانے کہان سے۔ نہ وہ روپ نہ وہ رنگت نہ وہ آب تاب۔ اور ہو کہان سے یہ آرام یہان کا سا کہان ملتا۔

ڈ۔ انکا حال اور انکی سرگذشت ہم انکی زبانی ہی سن لینگے۔ تم بھیا ادھر مسند پر آکے بیٹھو۔

بیگم۔ ہان ہان بھیا [illegible] ڈپٹی صاحب اور مرزا صاحب [illegible]
ہم کو باپ کی گدی پر بیٹھے کو دیکھیں۔
یہ کہکر بے اختیار اس زرد گلابی پوش کی آنکھوں سے آنسو روان ہوئے اور گورے گورے گالون پر گرتے ہوئے گود اور دامن مین قیام کیا۔
یہ بھی خوشی کے آنسو تھے جو خدا سب کو نصیب کرے۔

تیسری ہوک

محل خانے مین ذکر تھا جا بجا
وہ لڑکا تھا لاکھ کا پر ملا

میان جوش کی مشہور چڑھائی پر ایک بہت اونچا ٹیلا تھا اسپر ایک خوش نما بنگلہ بنا ہوا اور اسکے متعلق ایک پختہ محلسرا تھی۔ جسکا سنگی حمام دور تک اپنا نظیر نہین رکھتا تھا۔ بنگلے سے محلسرا کو مضبوط مضبوط تختون کی چھت سے ملا دیا تھا۔ جب چاہا بنگلے کو مردانہ مکان کر دیا جب چاہا زنانہ مکان بنگیا۔ اس بنگلے کی چھت کے ایک کمرے مین ایک پیر مرد رئیس اپنی بوڑھی بی بی کے پاس بیٹھا ہوا تخلیے مین باتین کرتا تھا۔ صرف ایک مہری چنوری لیے ہوئے پیچھے کھڑی تھی۔
رئیس۔ بیگم ہمنے داروغہ کو مع اُس نابکار لونڈے نکال باہر کیا اور قرآن کی قسم کھا کے کہدیا کہ اگر اس مکان مین کیا معنے اس شہر مین قدم رکھا تو جان لیلونگا جیتا نچھوڑونگا مین تو مار ڈالنے کی فکر مین تھا اور تم جانتی ہی ہو اور پھر کیا غرض ہو اس شہر مین کون نہین جانتا کہ مین نے جب جسکو مارا تو اسکو مارا۔ بچ ہی نہین سکتا اور اس لونڈے سوئر کے تو خون کا پیاسا ہون۔ دونون کو نکالکر باہر کیا۔
بیگم۔ اجی یہ سارا تمھارا ہی قصور ہے پہلے تھے مولوی صاحب سے لڑکی کو پڑھوانے مین کہتی ہی تھی۔ نہ مانا نہ مانا۔ وہ بوڑھا اسّی برس کا سہی یہ مولوی کے مکتب مین لڑکی کا جانا کیا چاہیے چھہ برس کی ہو چاہے سات برس کی۔ یہ بھلا والون کی لڑکیان بھی پڑھتی ہین مگر

[illegible]ـ ایک دن بیچ مین وے کے میم آتی ہے پڑھا جاتی ہو۔
مرد۔ اب اسکے نکاح کی فکر ضرور کرو بیگم۔
بیگم۔ تم تو نواب ہاری جیتی ایک نہین مانتے۔
نواب۔ کیون مین نے کیا کیا۔ تم کوئی اچھے گھر کا لڑکا بتاؤ۔ خوبصورت ہو خاندانی ہو۔ پڑھا لکھا ہو۔ کوئی بیماری نہو۔
بیگم۔ خوبصورت ہو یا نہو۔ ہمکو اسکا خیال نہین ہے۔ اندر سبھا کھڑی کرنی ہے اکھٹک یا بھانڈ کا لونڈا نہین۔ ہان کوئی عیب نہو۔ کانا نہو۔ لنگڑا نہو۔ بس۔
نواب۔ تو پھر تجویز کرو۔
بیگم۔ اے وہ گھر کیا بُرا ہے۔ کاشمیری دروازے کے پاس جو وثیقے دار رہتے ہین ہین ایک دفعہ خاقان منزل وعوت مین گئی تھی وہان اُن وثیقہ دار کی گھروالی کے ساتھ انکا لڑکا آیا تھا۔ ہماری نورجہان کے برابر ہی سرا بر عمر مین ہو گا لڑکی کی بڑھم ذرا زیادہ ہوتی ہے۔ یہ تیز۔ وہ ڈھیلا۔ بس کھیلتے کھیلتے نورجہان نے اُسکے بال پکڑ لیے تو رونے لگا اور مان سے لپٹ کر کہا امی جان دیکھو یہ لڑکی ہمین مارتی ہے سارے بال پکڑ کے نوچ ڈالے۔ اسنے کہا اچھا لڑو نہین۔ دوسری دفعہ پھر کھیلتے کھیلتے اسنے زور سے ایک چانٹا دیا۔ تڑ سے۔ بہت رویا۔ پھر مان سے شکایت کی۔ اُسنے انکی چمکا کے کہا ارے تو تو بھی کیون مارنین بیٹھتا۔
نواب۔ انکے یہان سے تو پہلے ایک دفعہ پیغام آچکا ہے۔
بیگم۔ ہان ہان جی۔ اُنکے ہان جھگڑے داریان کیدا نیان رسالداریان ہوتی آئی ہین وثیقہ بھی تو ملتی ہون بھاری ہے۔
نواب۔ اس لڑکے کے باپ کا وثیقہ دو ہوتیس ہے۔ ان کا دو سو ستر اور کسی عزیز کے مرنے سے اب ستاون اور ملنے لگے ہین۔ پانچ ساڑھے پانچ سو کی آمدنی ہے۔ وہ مکان بھی اپنے خوش ہین۔
بیگم۔ پھر کیا بُرا گھر ہے۔
نواب۔ کچھ نہین۔ مجھسے اس لڑکے کے باپ نے سال بھر ہوا خود کہا تھا یہ ہو جائے تو اچھا۔
بیگم۔ تمنے لڑکی سے فوراً ناحق کہدیا اب تو مدت سے باہر جاتی نہین ہے سین ہو گئی ہین۔

چھ سات برس کی عمر سے یہین جاتی اور جب جاتی تھی تو زنانے ہی میں
سے ہمارے سامنے ہی تو پڑھتی تھی۔
نواب۔ اے توبہ توبہ کہ ابھی تک باتون باتون مین نبّن کا ذکر کرتی ہو۔ بھلا ایسے کلچے
کو ہم اپنی صاحبزادی بیٹی دے سکتے ہین۔ بڈّھڑ نہ ٹھکانا۔ اُٹھاؤ چولھا۔
بیگم۔ اور نوکر کا لڑکا۔ وہ لاکھ شریف سہی۔
نواب۔ برادری مین بدنامی تمام زمانے مین بدنامی۔ خود اپنا دل اِس بات کی کب
گواہی دیتا۔ مہری چھپری رکھدو اور نیچے سے کیوڑے کا شربت برف ڈال کے
اور ٹھنڈا پانی ملا کر لاؤ۔ دو گلاس لانا ایک ہمارے اور ایک بیگم کے لیے
مہری چلی گئی تو نواب نے کہا تمھارے گال ہمکو اسوقت بہت پیارے معلوم ہوتے
ہین ایک ... دو۔ وہ مسکرا کر بولین (اے ہٹو۔ یہ ٹھنڈھی گرمیان رہنے دو
بڑے ... لینے والے) ارے واہ رے بڑھؤ۔
نواب نے اٹھ کے ...... لیا تو بیگم بولی۔ ارے واہ بڑھؤ نا۔ یہ دم داعیہ
دوسری دفعہ پھر زور سے ..... مین) بٹھا لیا۔ اور مہری آن پہونچی اور انھون نے
چاہدی سے گود سے اتار دیا یہ دونون شرمائے اور وہ جوان عورت منھ پھیر کے
ہنسنے لگی۔ شربت پلا کر گلاس رکھنے نیچے گئی تو بہت ہنستی ہوئی۔ جب اور عورتون
نے اصرار کیا تو کہا دیہ بوڑھے میان تو چھپے رُستم نکلے۔ اے مین جو شربت لیکے
کوٹھے پر گئی تو دیکھتی کیا ہون کہ بیگم کو گود ی مین .... رہے
تھے۔ یہ بڑھا تو جوانون کے بھی کان کاٹتا ہے۔ پہلے تو کسی کو یقین نہ آیا کہا چل
جھوٹی۔ دن کو اونٹ تو سوجھتا نہین۔ اُسنے لاکھون قسمین کھائین تو مغلانی نے
کہا جو یہی حال ہو تو آج کے نوین دسوین مہینے بڑی بیگم کی گود مین چاند سا بیٹا
کھیلتا ہوگا بوڑھے منھ سے مُنہاسے لگ دیکھین تماشے۔

چوتھی ہوک

خیال بلبل اگر بامنت سربار یست
کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زار یست

[illegible] خوبصورت پنجرے مین ایک کالا کوئیلا سا جانور بھجنگے کی اولاد جنگلی کوے کا نام لیوا۔ کویل کا پانی دیوانہ ہے۔ اور یہ پنجرا ایک کمرے مین کھونٹی پر ٹنگا ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد زور زور سے صدا دے رہا ہے۔ پی کہان۔ (پھر دم لیکر) پی کہان (پھر ذرا دیر مین) پی کہان۔ اُسکے جواب مین ایک جانور اسی رنگ اسی کے برابر وہی صدا دے رہا ہے (پی کہان۔ پی کہان) آواز بازگشت ان دونون کی صداؤن کی آواز کو دہراتی ہو۔ چار آوازین تو پی کہان کی یہ آرہی ہین تین زمین پر سے اور ایک آسمان پر سے۔ اور ان آوازون کے ساتھ ایک آواز اور شامل ہو گئی تھی۔ یہ اُسی پاکیزہ طلعت پاکیزہ مشرب۔ پاکیزہ رو افسردہ دل افسردہ خاطر نوخیز امرد کی تھی جو رات کو سنگھنطرے پر سے جانور کو لے آیا تھا۔ زلف پریشان تا بہ کمر۔ دیوانہ وار۔ ادھر سے اُدھر گشت کرنے کے وقت چلی کمر ہزارون ہی بل کھاتی تھی اور دم لیکر پی کہان پی کہان کہتی جاتی تھی۔ اتنے مین فیضن نے بھی دل لگی مین آواز لگانی شروع کی (پی کہان پی کہان) اسپر اس خوبرو لڑکے نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور فیضن کی جانب دیکھکر کہا (کیون بہن تم اب ہمکو چڑھانے لگین۔ کھلم کھلا بتانے لگین اسوقت تمھارے ابا یہان ہوتے تو ہمارا حال دیکھکر زار زار روتے اور تم ہمارے رونے پر ہنستی ہو۔ کوئی تاپے کسی کا گھر جلے) فیضن نے ہاتھ جوڑکر گلے سے لگالیا چارون لڑکیون مین فیضن سب سے زیادہ گستاخ تھی اور منھ چڑھی۔ مگر تمیز کے ساتھ۔ اسکے باپ کو اس لڑکے سے دلی محبت تھی اور واقعی بالکل ویسی ہی محبت کرتا تھا جیسے کوئی اپنے لڑکون اور بچون سے محبت کرتا ہے۔ یہ اسکا کوکا تھا۔

فیضن۔ ذری الگ آئیے (ذرا الگ لیجاکر) مین ہاتھ جوڑکے عرض کرتی ہون کہ کبریا کے لیے مجھے سب بتا دو۔ جو جو مین پوچھون مجھ سے کچھ چھپا ہوا تو ہے نہین مگر یہ بتاؤ کہ تمھارے دشمنون کو۔ یہ دیوانہ پن کیسا۔

اس لڑکے نے اپنی بانہین فیضن کے گلے مین ڈالدین اگر کوئی غیر ذرا الگ دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ ان دونون مین آشنائی ضرور ہے ورنہ اس سن کی لڑکی اور اسکے گلے مین اس بے تکلفی سے ہاتھ ڈالکر لپٹے۔ یہین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے حالانکہ اس قسم کی کوئی بات نہ تھی۔ دونون مین ایک کو بھی بدی کا خیال نہ تھا۔ دونون لوث عصیان سے صاف پاک۔ خیر فیضن کے

گلے مین ہاتھ ڈالکر اُس لڑکے نے رونا شروع کیا فیضن نے پیاری کو اشارہ کیا
لاؤ۔ وہ فوراً پانی لیکر گئی رومال تر کرکے فیضن نے آنسو پوچھے۔
لڑکا۔ بہن اب پوچھتی ہو تو سنو اور کان دھر کے سنو۔ میری حالت بالکل ایسی ہے جیسے اسکی (پنجرے کی طرف اشارہ کرکے (انگلی) یہ بھی بد قطع اور ہم بھی اب اس غم اور رنج اور قلق کے سبب سے بد قطع ہو گئے ہین ہائے یہ بھی سیاہ ہے۔ اور یہان بھی اب تمتماہٹ ہے یہ بھی پی کہان۔ پی کہان کی صدا بلند کرتا ہے۔ اور مین بھی یہ بھی کیسکی تلاش مین سرگردان ہے اور مین بھی ہون یہ بھی قید قفس مین ہے اور مین بھی اسیر زندان غم۔ اسمین اور مجھ مین بس اتنا فرق ہے کہ یہ وصل کے لطف اُٹھائے ہوئے ہے اور یہان اُسکے ابھی بھوکے ہین
فیضن۔ مین سمجھ گئی۔ اچھا پھر اب اسکا علاج کیا۔ یہ تو خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ایک بات بہت ہی ضروری ہے وہ بتاؤ۔ یہ پپیہا کہان سے آیا۔ ہم سب کو حیرت ہے کہ یہ کیا بات ہے کسی کی کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا۔ ہماری جان تک حاضر ہے تمھارے لیے جان تک حاضر ہے۔ مگر یہ کبریا کے لیے ہمین بتا دو کہ یہ بات کیا ہے۔
لڑکا۔ اری بہن مجھے خود نہین معلوم۔ تم لوگون نے مجھے کس حالت مین دیکھا ڈھونڈھتی ہوئی آئی تھین نا۔ اور یہ جانور میرے ہاتھ مین پایا۔ اسوقت یہ بولتا تھا یا نہین۔
فیضن۔ کیا آپ سب بھول گئین۔ ارے! (اپنے گالون پر تھپڑ لگا کر) کیا آپ سب بھول گئے۔
لڑکا (مسکرا کر) واہ فیضن واہ۔
فیضن۔ سرکار معاف کرین۔ مگر اب از برائے خدا کے واسطے سوچ کرکے غور کرکے اتنا بتا دیجیے کہ یہ پپیہا کہان سے آیا۔
لڑکا فیضن۔ امی جان کی قسم مجھے نہین معلوم۔
فیضن۔ پیاری۔ او پیاری۔ ذری دلاری اور ستارن کو بلا لو۔ اور تم بھی آؤ۔
پیاری نے ستارن اور دلاری کو بلایا اور انکے پاس گئی فیضن نے کہا تم سب کو خاتون جنت کی قسم سچ سچ بتاؤ یہ پپیہا کہان سے آیا۔ پنجرا تو ہمنے منگوایا تھا یہ تو خوب یاد ہے مگر رات کو یہ جنور کہان سے آیا۔ یا پیرے اللہ یہ کیا بات ہے سرکار کچھ تو بتائیے۔
لڑکا۔ ہائے بہن کس سے درد دل کا حال کہون مجھے جو سب سے زیادہ عزیز ہے اسی کے

...ون کہ مجھے کچھ بھی یاد نہین ہے۔ امّی جان سچ سچ سب سے بڑھ کے تو کوئی نہین
اسکی قسم کھالون۔ اور اگر آپکو بھی یقین نہ آئے تو کہو اسکی قسم کھا لون۔ سمجھ گئین۔
نفیضن۔ (مسکرا کر) خوب سمجھی۔ کوئی گنواران مقرر کیا ہو۔ مجھے اسوقت ذرا ہنسی آگئی مگر ڈر
لگا کہین آپ خفا نہو جائین۔ ایک آنکھ سے روتے ہین۔ ایک آنکھ سے کبھی کبھی ہنستے بھی ہین
لڑکا۔ امّین ہم کیونکر ایسا ان سکتے ہین۔ ہنستے بھی ہین روتے بھی ہین سبھی کچھ کرتے ہین
اری بہن مر مٹنے کی بات ہے۔

اتنے مین اتفاق سے ایک سکھ آیا۔ ماموں اور مامیوں کی غفلت سے سیدھا اوزنا آیا ہوا
چلا آیا۔ آتے ہی جو اس لڑکے اور نفیضن کو دیکھا تو غش غش کرنے لگا اور لڑکے کو دیکھکر غصّہ کیا
دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ یہ سب تو اس اجنبی آدمی کو دیکھکر نظر سے اوجھل ہوگئے اور وہ
دل کو مسوس کے رہگیا اور سوچنے لگا کہ ایسا لونڈا کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا تھا
بارہ تیرہ چودہ برس کی عمر پایا چھوکری بھی اسکا مقابلہ نہین کرسکتی۔ اتنے مین ایک آدمی
نے جو اوپچی بنا ہوا تھا آکے کہا (سنگھ جی باہر جائیے۔ بس ایک دم سے باہر
جائیے۔ پرائے مکان مین اور زنانے مکان مین گھس آنا کوئی دل لگی نہین ہے۔ وا
سکھ نے کہا (ہم ناگ باغ؟) جان کے آئے یہ کیا معلوم تھا کہ زنانخانہ) ہو تمہارے
دیس دی رسم یہی ہے جو انجان آئے اسکو مار کے ہانک دو) اس سپاہی نے
کہا اچھا اب جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اب تو جائیے۔ آپ تو ڈٹے کھڑے ہین۔ سکھ چلا گیا۔
نفیضن اور پیاری نے پہرے کے سپاہی کو بلا کر ڈانٹا کہ ہمارا مکان اور ہمارا باغ
تماشہ گاہ نہین ہے کہ جس ایرے غیرے پچکلیان کا جی چاہے گھس آئے۔ واہ
یہ بھی کوئی بات ہے تم کیا اونگتے تھے سپاہی واقعی اونگتا ہی تھا۔ جب نفیضن اور
پیاری سے یہ بات سنی تو فوراً اٹھ کے آیا۔ جب سکھ چلا گیا تو ایک دفعہ ہی پپیہے
پی کہان کی آواز آئی اور وہ لڑکا پھر بدستور پی کہان۔ پی کہان پکارنے لگا اور
جس درخت سے یہ آواز آتی تھی اسکی طرف دیکھکر کہا۔

تا کے بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

یہ شعر پڑھکر یہ خوبرو قوس ابرو تمیز جھوم جھوم کے چلنے لگا۔ دل مین طرح طرح کے خیالات۔

پہر دس منٹ پندرہ منٹ مین - (پی کہان - پی کہان) کی صدا دل سے
تھوڑی دیر کے بعد فیضن نے تسکین دے دیکر کھانا کھلوایا دو چار نوالے نور محل پلاؤ کے
کھائے - دو شامی کباب - آدھا پراٹھا مرغ کے قورمے کے ساتھ کھایا اور دسترخوان
سے اٹھا لیا فیضن جسکو دسترخوان پر ساتھ کھانے کا شرف حاصل تھا وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی -
لڑکا - واہ وا - اے تم کیون اٹھ کھڑی ہوئین - ہمکو روئے جو نہ کھائے -
فیضن (ایک تلی اروی کھا کر) لے قسم ہم نے اتار دی - اب نہ ضد کیجیے گا - بھلا مین
کیونکر کھاؤن - یہ کہین ہو سکتا ہے - سرکار تو دو نوالے کھا کر دسترخوان سے اٹھ جائین
اور مین زہر مار کرون -
پیاری - تم ساتھ کھاتی ہو نا - اسی سے بھوکی رہتی ہو تم سے تو ہم لوگ اچھے کہ الگ
کھاتے ہین یا دسترخوان پر نہ مین بیٹھ گئے من مانا کھانا پیٹ بھر کے کھایا تو تم سے - تو
بی فیضن ہم لوگ اچھے
فیضن - ہان پھر یہ تو ہے ہی ہے - ع

ہم سے اچھے رہے صدقے مین اُترنے والے

لڑکا - (دسترخوان پر بیٹھکر) اچھا ہم بھی کھاتے ہین -
ایک کباب اٹھا لیا مگر بیدلی سے کھایا - جیسے کوئی زبردستی مار مار کے کھلاتا ہے -
فیضن نے پاس ادب کے سبب سے کھانا کھایا اور بھوکی بھی تھی - کھانا کھانے کے
بعد ستارن تشت دانی اور پانی لیکر آئی - منھ ہاتھ دُھلا کر خاصدان سے گلوریان دین
لڑکے نے مسہری پر آرام کیا ولاری پانون دبانے لگی - اگر کوئی اجنبی ناواقف
آدمی دیکھتا تو ضرور دل مین کہتا کہ کتنا خوش نصیب لڑکا ہے کہ چار چار پری جیسم پر قدم
جوان جوان لڑکیان خدمت کو حاضر ہین - اور کسطرح پر خدمت کرتی ہین بیدھڑک
بے جھجک اور کیا خدمت ع یہ کہ کوئی تو چمپی کر رہی ہے کوئی گلے مین ہاتھ ڈال دیتی
ہے مگر ان پانچون مین کسی کو کسی طرح کا خیال فاسد دل مین تھا ہی نہین سب
پاک باز - پاک نظر -
پیاری (لڑکے سے) آپ تو ایک ذری سو جائین تو اچھا ہوتا - ذرا آرام کر لیجیے جسم
لڑکا - ارے موئی نیند ہی آتی تو رونا کا ہیکا تھا - ہائے نیند ہی تو نہین آتی اور آئے کیونکر

...ی سانس دل پر درد سے بھری اور اسی غم اور رنج کی حالت مین اپنی حالت زار کے مطابق آہستہ آہستہ یون گانے لگے۔

جانے کہو کوئی شیام سندر سے + تھر سے ملن کا جیا مورا ترسے + جانے کہو کوئی شیام سندر سے + سندر بالم تھرے دکھن کو + نینن سے مورے نیرن برسے + جانے کہو کوئی شیام سندر سے۔ کون دیس انھین ڈھونڈھن جاؤن + لاؤن انھین کون نگر سے

اسکے بعد پھوٹ پھوٹ کے رونا آیا اور اسطرح رویا کہ دلاری اور پیاری اور ستارن اور فیضن سب مل کے ڈھاڑین مار مار کے رونے لگین۔

پیاری۔ ہائے کسی طرح آپ ذری سو جاتین۔

فیضن۔ (پیاری کے کان مین آہستہ سے) ارے۔ تم کیا بک رہی ہو۔ پہلے بھی تمنے کہا تھا۔

پیاری۔ (چپکے سے فیضن کے کان مین) زبان سے نکلا تا ہے۔ سرکار نے بھی تو کہا تھا۔ (موئی نیند ہی نہین آتی) اچھا اب اس بات ہی کو جانے دو۔ جو ہوا سو ہوا۔ اب خیال رکھونگی۔ کوئی کہان تک خیال رکھے۔

اتنے مین فیضن کو اس صاحبزادے نے بلایا اور کہا ذری ہمارے پاس اس سہری پر بیٹھ جاؤ جب وہ بیٹھی تو کہا لیٹ جاؤ۔ وہ حسب الحکم لیٹی تو کان مین کہا (فیضن اب عمر بھر ہم اسی وضع اور اسی قطع سے رہینگے۔ بس یہ وضع ہمین بہت پسند ہی) وہ بولی یہ تو سب سچ ہے مگر ستارن اور دلاری اور پیاری تک تو خیریت ہو وہ جانتی ہی ہین۔ اور جو کوئی نئی عورت آئیگی تو وہ کیا سمجھیگی۔ آپ کے برابر جوان آدمی کے بچہ پیدا ہو سکتا ہی یا نہین۔ اسکا اگر نکاح ہو جائے۔ اور بی بی آئے تو بچہ پیدا ہو سکتا ہے یا نہین۔ مین میان والی ہون کہ نہین میری برابر والیون کی گود مین وہ دیکھتے ہین کہ نہین۔ اچھا پھر نئی اجنبی عورت جو اس طرح سے ہم تم کو ایک پلنگ پر سوتے دیکھیگی تو میان بی بی سمجھیگی کہ نہین مین تو کہین کی بھی نہ رہونگی۔ مگر پھر یہ بھی سوچتی ہون کہ کیا کیا جائے۔ ہائے ہر طرح مجبوری ہے۔ مین حضور کے حکم سے باہر نہین ہون لیکن بدنامی کو ڈرتی ہون آپ خود غور کر لین۔

رادھکا۔ اری ان جھوٹی تہمتون کا نہ خیال کر۔ دل صاف رکھنا چاہیے۔

فیضن۔ میرے پاک دل ہونے کا حال آپ پر اور سارے شہر پر [illegible]
کے لڑکے نے کتنے پاپڑ بیلے۔ ایک گانو ن لکھے دیتا تھا۔ نوٹ دیتا تھا مکان دیتا تھا
گہنا بنائے دیتا تھا۔ پٹریان اور کنگن کی جوڑی بھیج ہی دی تھی جان دیتا تھا۔ ہر طرح
سے مدد کو تیار تھا۔ گھنٹون ہاتھ جوڑتا تھا بیس دفعہ سے کم ٹوپی سر سے اتارکے
قدمون پر رکھی ہوگی مگر مین نے ایک نہ مانی۔ ہمیشہ جوتی کی نوک پر ماراکی۔ پٹریان
اور کنگن کی جوڑی سونے کی پھیر دین۔ بہت مشکل سے کہتا تھا تیرے میان کو
ہزار روپیہ دیکر راضی کر لونگا۔ مین نے کہا جو ہمکو امیر ہو کے رہنا قسمت مین ہے تو اسمین
بہت کچھ دے نکلیگا۔ کیا ستر کی ستکی رہی تو کیا۔ نہ آبرو نہ عزت۔ تم بھی جب بگڑ جاوگے
تو یہی طعنے دوگے کہ جب تو نے ایک کنگن کی جوڑی کے پیچھے ایک میان کو چھوڑ
دیا تو مجھے چھوڑتے کیا دیر لگے گی۔ کوئی دو جوڑیان کنگن کی دے دیگا اُسکے
پلنگ پر چلی جاوگی اور جب بگڑتے تو یہی کہتے کہ ہمنے آدمی بنا دیا۔ وہی ٹکے کی
عورت ہو۔ جب ہم کھانے کی کوئی اپنے شوق سے ایسی ویسی فرمایش کرتے تو کہتے
وہی دو کوڑی کی اوقات ہے نا۔ ایک دفعہ ایک عورت کو سکھا پڑھا کے بھیجا
کہ صوبہ دار کے لڑکے نے بلایا ہے اور یہ پیغام بھیجا ہے کہ وہ یہان تک آجائین
یا مجھے کہین بلالین سو روپیے فقط اس بات کے دیتا ہے کہ
بس اور کچھ نہین۔ سنتے ہی مین جل اُٹھی۔ مین نے کہا اس سے مل کے چلی دوگی اور
کہو جا کے اپنی اماّ بہنیا کی سے۔ اور آج سے جو ہمسے کبھی ایسی بات کی تو جہان
کی ہو وہان پہونچا دونگی کٹنی مردار۔ بہو بیٹیون کی خراب کرنے والی۔ بس کان دبا کے
چلی ہی تو گئی۔ کاٹو تو بدن مین لہو ہی نہین۔

لڑکا۔ ہان ہم سب سن چکے ہین۔

فیضن۔ ایک دن ملائی مین زہر ملا کے کھانے جاتا تھا آدمیون نے روک لیا نہین تو
جان ہی جاتی۔

لڑکا۔ ہائے تم بھی کیا بری ہوتی جو تمکو مان لیتا تھا دسکرا کے کیون بیچارے کو ترسایا۔

فیضن۔ بجا جو ایسا کرتی تو آج کو تم اپنے پاس کھڑا ہونے نہ دیتے اور اب بغل مین
لیے ایک پلنگ پر سو رہے ہین۔

[illegible]تمھاری دلی محبت تھی۔ سارا شہر جانتا ہے۔

فیضن۔ اور ایک بات اور تو سنیے۔ ہائے سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے۔ کیا کہون جس کمبخت کے مین پالے پڑی ہون جس موذی کی گھر بسی ہون وہ میرے ہاتھ جوڑے کہ اللہ کے واسطے تو اسکا کہنا مان لے۔ مزے سے چین کر۔ گانون کی رانی بنکر رہ اور مجھے بھی اپنے گانون کا سپاہی مقرر کرے یہ مین نوکر سپاہی غلام کا غلام بنکے رہونگا۔ سچ کہتی ہون جی چاہتا تھا منھ پکڑ کے جھلس دون۔ بس اور کچھ نہ کرون۔

لڑکا۔ تمنے ہمسے اتناک نہ کہا۔

فیضن۔ اپنی لاج کھتی۔

اتنے مین پیاری نے فیضن بہن تمھاری پھوپھی امان آئی ہین فیضن نے کہا وہین بٹھاؤ مین آتی ہون یہ کہکر پھوپھی کے پاس گئی ادھر ادھر کی باتین کرکے کہا ہم آج میان جوش کی چڑھائی گئے تھے۔ وہان پوچھا ہماری لڑکی کہان ہو۔ وہ مٹلو مہری بولی فیضن تو اس داروغہ والے لونڈے کے ساتھ نکل گئی ہے۔ اُسنے چپکے سے یہان کا پتا دیا۔ ڈولی کرکے آئی۔ کالے کوسون ہے۔ لڑکی کی شادی ٹھہر گئی اور جلد نکاح ہونے والا ہے۔

فیضن دھک سے رہ گئی۔ پوچھا نکاح کس کے ساتھ ہوگا۔ کون لڑکا ہو اُسنے کہا کشمیری دروازے کے پاس جو وثیقہ دار رہتے ہین اُنکے لڑکے کے ساتھ شکل صورت کچھ ایسی بُری نہین ہے مگر لُرہے لڑ۔ پڑھنے لکھنے سے جی چُراتا تھا۔ اب دن رات صبح شام یا جوا کھیلتا ہے یا کنکوا اُڑاتا ہے یا کبوتر بازی مین تو نوکر رہ چکی ہون۔ نور جہان کے قابل نہین ہے۔ اُسنے اپنی پھوپھی سے ضروری باتین کرکے اسکو رخصت کیا اور واپس آئی تو اس صاحبزادے نے اُسکو اُداس پایا۔

لڑکا۔ تمھاری پھوپھی کیا کہتی تھین۔ اُنکو میرا حال معلوم ہے کہ مین یہان ہون۔

فیضن۔ د آہستہ سے اکیا جانے۔

لڑکا۔ کیا کرنے آئی تھی۔

فیضن۔ کیا بتاؤن کیا کرنے آئی تھی۔ سوچتی ہون کہ بتاؤن یا نہ بتاؤن۔ نہ بتاؤن تبھی دل نہین مانتا اور بتاؤن تو کیونکر کہا جاے۔

لڑکا - (رنگ فق ہو گیا) ارے وہ تو زندہ ہے؟

فیضن - جی ہان - اُسکی کوئی خبر نہین ہے - ایک اور بات ہے -

ل - تو بتاتی کیون نہین ہو (آبدیدہ ہو کر)

ف - اچھا سب سے صلاح کر لون - ابھی حاضر ہوئی -

فیضن نے جا کے ان تینون سے پوشیدہ طور پر کہدیا -

پیاری - ارے! اُنکے دشمن زہر کھا لینگے -

دلاری - کہنا نہین -

ستارن - ارے وہ چاہے کہو یا نہ کہو -

چارون ملکے اس صاحبزادے کے پاس گئین تو دیکھا کہ زار زار رو رہا ہی اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی کسی عزیز کی لاش پر روتا ہی اور بہت ہی قریب کے عزیز کی لاش پر -

ستارن - اے سرکار یہ کیون -

پیاری - منھ دھو ڈالیئے -

فیضن - کوئی ایسی بات نہین ہے کہ اتنی تردد کی ہو -

پیاری - چلیے ذری چمن کی ہوا کھائیے -

لڑکا - اری پیاری کسکی ہوا اور کہان کا چمن - ہائے ہمارا بچنا اب محال ہے - ہم آزاد پرند کھڑے سب سُن رہے تھے ہائے یہ کیا ہوا - یہ کہکر غش کر گئی - غش آتے ہی پنجرے مین سے آواز آئی - (پی کہان) یہ آواز اور سب تو سُنتے ہی تھے مگر غشی کے سبب اُس کچھ دجوان کے کانون تک اُسکی بھنک نہین پڑتی تھی ورنہ وہ بھی جواب دیتا اور دو آوازین جنگل مین گونجتی ہوتین - (پی کہان)

پانچوین ہوک

گوری کھولے پٹ گھونگھٹ کا - مورا من تورے لٹکن مین اٹکا - گوری - اری اری گجریا جھم جھم باجا باج رہے - بولت پور پور تورے الوٹا کا - گوری - اری اری گجریا

بھر گورئین مین - نیناجادو بھر اسیئن مٹکا - گوری - اری ایری گجریا لٹک لٹک
جھوم رہی - تورے پیا کا دل مین من اٹکا - گوری

ایک خوشنما اور نفیس اور خوبصورت پنجرے پر ایک پرند اور رشک شمشاد و غیرت خوبان خلخ و نوشاد ایک بڑے وسیع و عمیق تالاب مین اپنے آپ کھینچا چلا جاتا تھا صاف شفاف پانی آب گوہر کو شرماتا تھا اور صفائی کے سبب سے تہ آب کی کی سرون برابر سے بھی صاف نظر آتی تھی اور بڑی دردانگیز حسرت خیز آواز مین سچے سرون مین کافی کی دھن مین یہ ٹھمری جو ہمنے زیب عنوان کی ہے گاتا تھا - آواز اور رنگ زرد اور بشرے اور چہرے سے اُداسی برستی تھی - جو دیکھتا سمجھ جاتا - کہ ؏

غم نے گھلا دیا اسے آزار کی طرح

واللہ اعلم اُسکا دل کیا چوٹ کھایا ہوا تھا - اور کس ستمگر نے اس بیچارے کے دل کو چھلنی کر دیا تھا ٹھمری بہت اچھی قطع سے ادا کرتا تھا - نور کا گلا - تیار گلا - یون تو سب ٹھمری کی ٹھمری سننے سے انسان کہہ اٹھتا کہ یہ چیز اِسکا حصہ ہے مگر انترے کی ابتدا مین جو فقرہ تھا - (اری ایری گجریا - یہ تو جو سُنتا عش عش کرنے لگتا - اس خوش اسلوبی سے انکو ادا کرتا تھا کہ واہ وا - بس یہی جی چاہتا کہ گلے کو ہزارون بار چومے اور اس ناہید نغمہ کو بٹھا کر بس سنا ہی کرے بڑا رس آواز مین تھا - پہلے تو آہستہ آہستہ گاتا تھا مگر ایک دفعہ اسقدر جوش مین آیا کہ زور زور سے گانے لگا ذرا خیال نہ رہا کہ کوئی سنتا تو نہین ہے - رفتہ رفتہ یہ آواز محلسرا تک پہونچی اور چھت پر سے مہری دوڑ کر نیچے آئی اور بیگم سے کہا - سرکار بھیا آج تالاب مین بڑے زور زور سے گا رہے ہین - بیگم کچھ کھٹکین چھت پر گئین تو لڑکے کی آواز (لوٹے پو رپو پر تورے انوٹا کا - اری ایری گجریا - اری ایری گجریا -) یہ خود گلے باز تھین - سُنا کین - کہا مہری اسمین کوئی بھید ضرور ہے - یہ درد کی آواز بے وجہ نہین - کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے جا کے بلا تو لاؤ کہنا بڑی رانی بلاتی ہین پھر چلے جانا - ذری کھڑے کھڑے ہو جاؤ - بڑا ضروری کام ہے مہری ڈیوڑھی پر گئی - محلدار نے کہا (کہان - کہان - کہان چلین بی جگجو - بل کھاتی - کولھا پھڑکاتی ہوئی -) اسنے کہا جاتے ہین بھیا کو بلانے - محلدار بولی - وہ تو جی جم ابھی تلاؤ کی طرف سدھارے ہین - تالاب کے پاس گئی - اب اس خوبرو نے

دادرصا پیلو چھیڑ دیا تھا۔ کہ دل دے دے سانولیا یار درسن تو دکھا جا۔ درسن تو دکھا جا۔ جھلک جھلک تو دکھا جا پیارے۔ سانولی صورت ہیا مان سما جا رے درس تو دکھا جا پیارے۔ جب ذرا خاموش ہوا تو مہری نے کہا سرکار بیگم صاحبہ بڑی راتی بلاتی ہیں سنتے ہی دھک سے رہ گیا۔ بڑے جوش مین گا رہا تھا۔ خدا جانے کس کے فراق مین دیوانہ ہو رہا تھا۔ یا یون ہی دل بہلانے کے لیے۔ مہری نے جو فورًا ٹوکا تو ہکا بکا ہو گیا اور اب گو یا ہوش آیا کہ مین زور زور سے گا رہا تھا۔ مان کے پاس سے جو طلبی آئی تو فورًا گیا۔ ڈیوڑھی پر پہونچنے کے پہلے ہی مہری نے کہا ہوشیار۔ اور جتنے ملازم وہان بیٹھے تھے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبزادے اندر گئے۔

بیگم۔ بیٹا تم کہان تھے۔ صاحبزادہ کہین نہین امی جان۔

ب۔ رستے مین گئے تھے۔ ص۔ جی ہان۔ ذرا تالاب مین سیر کر رہا تھا۔

ب۔ کیا تمھاری جان سے دور طبیعت کچھ بے چین ہے۔ جی کیسا ہے

ص۔ اچھا ہون سرکار۔

مہری۔ دیکھئے بنڈا کو پسینا نہین ہے ! اللہ نہ کرے

بیگم (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) نہین اللہ نہ کرے۔ جاؤ سیر کرو۔

صاحبزادہ۔ آپ نے یہ کیونکر قیاس کر لیا کہ مین بے چین ہون۔ کوئی بات نہین ہے۔

ب۔ دیر سے تمکو دیکھا نہین تھا۔ جاؤ جاؤ سیر کرو۔

صاحبزادے صاحب ابکی تالاب کی سیر کو نہین گئے پہلے شیر کے کٹہرے کے پاس گئے۔ دو سپاہی اور ایک آدمی جو جانورون کو کھلاتا تھا اور جس سے جانور ہلے ہوئے تھے سلام کر کے حاضر ہوئے۔

ص۔ یہ شیر کتنے روز سے ہے یہان۔

آدمی۔ سرکار بچے پنے سے ہے۔ راجہ صاحب نے ایک شیرنی کھیری گڈھ کے جنگل مین ماری تھی اسی کا بچہ ہے

ص۔ تمسے بہت ہلا ہوا ہے۔

آدمی نے کٹہرے مین ہاتھ ڈال کے پچکارا بچے۔ اور شیر خوش ہو کے اٹھا اور ہاتھ کو

اسے آخر کار ہم کو چھپا اپنے ہاتھ نکال لیا اور چھپا رہا تو شیر کٹہرے کے ادھر ادھر ڈھونڈھنے
لگا۔ اور جب آدمی پھر ابھرا تو شیر نے دوڑ کر اسکی جانب کٹہرے پر سر رکھدیا۔ اسکے بعد
ارنا بھینسے کو جا کے دیکھا۔ اتنے مین ایک ملازم نے کسی کا کارڈ لا کے دیا حکم ہوا
بلاؤ۔ ایک نوجوان ہندو لڑکا (سن مین تین چار برس بڑا) سفید کپڑے پہنے ہوئے
آیا۔ دور ہی سے دونون ہنسے اور بڑے تپاک سے ملے

ک۔ کہو دوست مین جان۔

ص۔ زندہ ہین مگر زندہ در گور (آہ سرد بھر کر) یہ ہمارا حال ہے۔

ک۔ خیر باشد۔ مین سمجھا نہین۔

ص۔ نگویم مشکل و گر نہ گویم مشکل۔

ک۔ کچھ تو کہو یار۔

ص۔ بھائی اب تو زندگی تلخ ہے۔

ک۔ کچھ پاگل ہوئے ہو کیا۔ ارے ظالم اب کا ہے کا رونا ہے۔ ایشور نے اتنا دیا
سب کچھ ہے۔

ص۔ کچھ بھی ہمارا نہین ہے۔

ک۔ کچھ بھی ہمارا نہین ہے! اسکے کیا معنے۔ جو ہونا چاہیے اس سے بڑھ کر ہے
دھن۔ دولت۔ روپیہ۔ اشرفی۔ نوٹ۔ جواہرات۔ علاقہ۔ گانون۔ گراؤن
راج۔ آدمی۔ نوکر چاکر۔ مغلانیان۔ مہریان۔ خواصین حبشنین۔ جمعدار
ہاتھی۔ گھوڑے۔ فیلخانہ۔ اصطبل۔ رمنہ۔ شیر۔ ریچھ۔ ارنا بھینسا۔ املاک کوٹھیان
اب اور کیا ہونا چاہیے۔

ص۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر) ہان!

ک۔ واللہ مین جانتا تو نہ آتا۔ آئے تھے دو گھڑی دل بہلانے کو

ص۔ ہمارے دل کا حال تو تم جانتے ہی ہو۔

ک۔ ارے تو ہم تو پتہ لگا لینگے۔ وعدہ ہی کر گئے تھے۔

ص۔ ارے یار پتہ کیا خاک لگاؤ گے۔ ہماری والدہ نے دوسری جگہ شادی ٹھہرائی ہے۔

ک۔ ارے! اب درد کا لاعلاج ہوگیا۔

ص۔ (آبدیدہ ہوکر) پھر اب۔

ک۔ روؤ نہین۔ مرد کہین روتے ہین بھلا۔

ص۔ اب کون صورت نکل سکتی ہے بجز سکوت اور رونے کے۔ یا کہو بھاگ جاؤن کچھ لے دے کے بھاگ جاؤن۔

ک۔ اپنی مان تک کسی طرح سے یہ بات پہونچاؤ۔ کسی کو اپنا رازدان کرلو۔ اب وقت ضایع کرنا ٹھیک نہین ہے۔ ترا پڑ جو کچھ ہو وہ ہو بس۔ یعنی ہم تو خوش خوش آئے تھے کہ آج فرمایش کرکے عمدہ عمدہ کھانے پکوائینگے۔ ہمارے دوست تعلقہ دار نکلے ہم راجہ کے ہان جاتے ہین۔ یہ کیا معلوم تھا کہ یہ بجوگ پڑ جائیگا۔

ص۔ ارے یار کھانا اور تمام دنیا کی آسایش تمھارے دم کے لیے ہو مگر دل قابو مین نہین۔ چین نہین پڑتا۔ دیکھیے مین ابھی کھانا پکواتا ہون۔ گھر مین آخر پکتا ہی ہی باہر بھی دو چار فرمایشی چیزین پک جائینگی۔

ک۔ نہین بھائی صاحب بکھیڑا نہ کیجیے۔ جو گھر سے پک کے آئیگا وہی کیا بُرا ہوگا بس اسی پر قناعت ہے۔

ص۔ واہ وا۔ کیا اب ہم کھانا کھانا چھوڑ دینگے۔ ہماری تو بڑی کوشش یہ ہو کہ جسطرح ہو غم غلط کرین مگر ناممکن ہی۔

ک۔ ہان اسوقت بڑا افسوس ہوا واللہ۔

ص۔ باورچی کو بلاؤ۔ جی۔ گھر مین دریافت کرو اسوقت کیا پک رہا ہی۔

ب (باورچی) حضور ماما جی نے کہا اسوقت مرغ کا قورمہ پک رہا ہی اور اروی کا سالن قیمے مین بھی۔ اور خشکہ پراٹھے۔ سوجی کی چپاتیان اور میٹھے ٹکڑے اور ماش کی دال۔

ک۔ بس کافی ہو یار۔ ص۔ اچھا تم باہر۔

ک۔ ہم بتائین ہم بتائین۔ جو ہم بتائین۔ جو ہم بتائین۔ وہ پکواؤ۔ اندر تو بہت چیزین پکتی ہی ہین۔ مگر کباب نہین ہین۔ گرما گرم سیخ کباب اور انڈے بھرے ہوے کباب بس۔ پلاؤ ہمین پسند نہین۔

ص۔ ارے! واہ رے گنوار۔

ک - ہم کو شراب کے ساتھ کباب اور پوری پسند ہے۔
ص - کچھ پوریان بھی تل لیناجی۔
ک - لے اب ہمارا شغل منگواؤ اور تخلیے مین چلو۔
صاحبزادے صاحب انکو ایک کمرہ مین لے گئے۔ دروازے کھولے تو عجب لطف بہار دکھائی دیتا تھا۔ اور ہری ہری دوب کا پورا جوبن یہان سے لوٹتے تھے۔ یہ شراب نہین پیتے تھے مگر انکے ہندو دوست بڑے پکے تخلیے مین باتین ہونے لگین۔
ک - ہماری تو یہی راے ہو کہ والدہ سے صاف صاف کہدیجیے۔
ص - ارے بھائی ہماری والدہ چاہتی ہین کہ ہمارے ایک چچا کی لڑکی سے ہمارا عقد ہو۔ وہ کہتی ہین کہ غیر جگہ شادی کرنا ہمارے کنبے مین نہین ہمیشہ ہم گھرہی مین شادی کرینگے۔ مین نے جو وہ ایک عورتون سے صاف صاف کہدیا کہ ہم ابھی نکاح نہ کرینگے اور جب نکاح کرینگے تو اپنی لیند سے۔ بس غضب ہو گیا سبتا روئین مجھے بلا کے بہت سمجھایا کہ بیٹا مین دکھی ہون۔ مجھپر دکھ پر دکھ پڑے ہین اب جو اللہ نے سکھ دیا تم کو لاکھون برس کی عمر اللہ دے تو تم یون جلاتے ہو۔ ایسی اچھی لڑکی بھی گوری چٹی۔ سولہ برس کی عمر سلیقہ دار۔ ایسی کہین مل سکتی ہے اور اپنی لڑکی۔ جانی بوجھی گھر کی لڑکی۔ اب ہم اُنسے درد دل کا حال کیا کہین کہ ہمسایہ ہی ایک پری چھم پر جان جاتی ہے۔ دوسری کب پسند آئیگی۔ اُسکے سوا جو عورت ہماری شکل مین دیکھیگی وہ کالی معلوم ہوگی۔ دوسرے دن اُنھون نے اس لڑکی کو بلوایا۔ لڑکی ہی مین اس سے کھیلا ہوا ہون۔ اب سیانی ہوئی۔ یون تو ہمارا نکاح اس سے ہوناہی چاہیے پر اپر نشتہا پشت سے گھر ہی مین شادیان ہوا کین۔ اپنے اپنے گھر کی رسم ہے ہمارے خاندان مین غیر جگہ کی لڑکی بیاہ لانا عیب سمجھا جاتا ہے اور قیامت کا سامنا یہ ہے کہ اگر غیر جگہ شادی کرے تو صرف معیوب ہی نہین بلکہ بدشگونی سمجھا جائے خاندان مین کسی نے غیر جگہ شادی کی تھی۔ ایک ہی اٹھوارے مین میان بی بی دونون چل بسے ضعیف الاعتقادی سے اس رسم ہی کو متروک و ممنوع کر دیا۔ لڑکی دکھانے کے بعد ہماری والدہ نے ایک عورت کو جو لڑکپن مین ہمارے ساتھ کھیلی ہوئی تھی سکھا کے بھیجا کہ ہمارا دل ٹٹولے اوس نے باتون باتون مین کہا سرکار اپنی بہن کو دیکھا۔ آپ کی اور ان کی کتنی اچھی جوڑی ہے۔ اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

عمرین دونون کی اچھی۔ دونون خوبصورت۔ دونون ایک بھائی کی اولاد دونون پڑھے لکھے۔ ہماری طرح جاہل مورکھ نہین۔ دونون کے مزاج مین غربت تھا۔ ہائے ہم تو حضور کو ڈھونڈتے ہی سمجھتے کہ بی بی (اس لڑکی سے مراد ہے) کی بدنصیبی سے یہ سب گڑبڑ ہوا۔ اب انشاء اللہ کر کے یہ دن دیکھنے مین آیا۔ مین تو بیگم صاحب سے لڑ لڑ کے بڑا بھاری جوڑا لونگی۔ وہ یہ گفتگو کر رہی تھی اور مین ٹھنڈی سانسین بھر رہا تھا چہرے کا رنگ فق ہو ہو جاتا تھا جی چاہتا تھا یہ یہان سے اٹھ جائے تو اچھا وہ لکھائی پڑھائی تو آئی ہی تھی ہماری پریشانی اور ٹھنڈی سانس بھرنے اور چتونون اور تیور سے تاڑ گئی کہ ہین سے عقد کرنا انکی مرضی کے خلاف ہے۔ مین نے بھی جل بھن کے کہدیا اری کچھ دیوانی ہوئی ہے۔ مین شادی ہی نہین کرونگا لو ہے کس پھر مین بس اتنا سنا تھا کہ وہ بہت سمجھانے لگی اور مین اٹھ کے چلا گیا۔ بس اماں سے جا کے جڑ دیا۔ گھر بھر مین سب کو افسوس۔ اس لڑکی سے نہین کہا کہ اپنے دل مین برا مانیگی کہ مین کوئی بری پھیلی ہون کہ پھینکے دیتے ہین۔ والدہ نے کئی دن تک سمجھایا۔ گھر جہنم کا نمونہ ہو گیا۔ والدہ بہت روئین اور انکے رونے سے میرا دل بھر آتا تھا۔ مکان پھاڑے کھاتا تھا۔

ک۔ بڑی مشکل آن پڑی ہے۔

ص۔ کیسی کچھ مشکل سی مشکل ہے یار۔

ک۔ درد لا دوا سا معلوم ہوتا ہے مگر ؎

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

ص۔ ارے یار یہ باتین کچھ شعر شاعری ہی مین اچھی معلوم ہوتی ہین اس سے کہین دل مانتا ہے۔

ک۔ ہان ہے تو یون ہی۔

اتنے مین خواص نے باہر سے عرض کی حضور بڑی سرکار نے یاد کیا ہے۔ مہری آئی ہے صاحبزادے نے دس منٹ کی رخصت اپنے دوست سے لی اور انھون نے اسی خواص سے کہا ذرا باہر کے باورچیخانے سے کوئی نمکین چیز جو بچی بچائی ہو لے آؤ۔ یہ (بہت خوب لکھ کر یہ گیا) اور صبح کی بچی ہوئی تلی اروبیان اور دو شامی کباب اور پلیٹ مین تھوڑا سا حلوا

رکہا یہ مختلف قسم کی چیزین لایا تھین تو انھون نے پھیر دیا اور باقی سب چیزین رکھین اور شغل کیا کیے۔ سامنے تالاب موجزن۔ آب رفان کی جھلک سبزۂ نو دمیدہ۔ ہری ہری دوب۔ ایک جانب ہاتھی جھوم رہے ہین۔ ایک جانب شیر اور ارنا بھینسا اور ریچھ۔ کئی روشون پر گلہاے ترمہکتے ہوئے درختون پر جانور چہکتے ہوے۔ تھوڑی دیر مین صاحبزادے آئے۔ آنسو پونچھتے ہوئے۔

ک۔ وہی بکھیڑا ہوگا۔ اور ہو ہی کیا سکتا ہے۔

ص۔ جی ہان زندگی تلخ ہے۔

ک۔ جنکو خدا نے ثروت دی ہے انکو آرام نہین۔

ص۔ بھائی ایک کام کرو۔ تم جا کے پتا تو لگاؤ کہ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور وہ معشوقہ زرین کمر کہان ہے۔ ان سب کو ہمارا حال کیا معلوم مگر تمکو تو معلوم ہے

ک۔ مین تو خود سوچا ہوا تھا۔ کل ہی روانہ ہونگا۔

دیر تک باتین ہوا کین اور باہم خوب مشورہ رہا۔ کھانا کھانے کے بعد دونون نے آرام کیا اور صبح کو روغنی روٹیان اور سادہ قورمہ اور مچھلی کے کباب باورچی نے ناشتے کے لیے کسا تھ کر دیے اور اس طفیلین نے اپنے دوست کے ساتھ دو دھیا چارپی۔ ادھر رانی صاحب نے لڑکے کو بلا کر پھر فہمایش کرنی شروع کی کہ بیٹا جو کام کرو سوچ سمجھ کے کرو۔ جلد بازی نہ کرو اور نکاح کے بارے مین تجھے دکھیا کو اور زیادہ دکھ نہ دو آرسے مین تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتی ہون۔

چھٹی ہوک

سمجھ مین نہین کچھ بھی آتا ہوا
کہان مل گیا یہ پپیہا موا

ایک صاف ستھرے نفیس مقام پر جسکے ہر شجر اور ثمر پھل پھول جڑی بوٹی گھانس برگ و بار ہوا پانی زمین آسمان اردگرد کی ہر شے اور ہر چیز سے صحرائیت برستی تھی اور روح کو بالیدگی اور قلب کو تر و تازگی حاصل ہوتی تھی ایک چھت کے بنگلے مین جو سادگی مگر قرینے اور

سلیقے اور تمیز اور صفائی کے ساتھ سجا ہوا تھا پانچ کمسن کمسن لڑکیاں مختلف قسم کی وضع
لباس کی فرش پر بیٹھی تھیں۔ شام کا وقت آفتاب ڈوب چکا تھا۔ تارے یون ہی
جھلملاتے آسمان پر کہین کہین نظر آتے تھے۔ سورج کی لال کرنون سے ایک جانب
آسمان پر گل لالہ کھلا ہوا تھا۔ بادل کے ٹکڑے کوئی سفید کوئی آبی کوئی نیلگون ذرا ذرا
مگر ایک دوسرے سے ملے ہوئے پھیلے تھے جیسے رنگ برنگ کی دھنکی ہوئی
ہوا آہستہ آہستہ سے چل رہی تھی پیپل اور برگد کے پتے بہت ہی زور سے کھڑکھڑا
رہے تھے اور یہ پانچون کمسن لڑکیاں بنگلے مین بیٹھی تھین۔ مگر سب غمگین اور ملول۔ ایک
کہا ہن آج رات کو کھانا دانا کھا کے چاہ وا پی کے کہانیاں ہون۔ دوسری نے
اتفاق کیا تیسری بولی تم لوگ کہانیاں کہو۔ ہم اسکے پہیلیاں بجھوائینگے مگر ان
بات کاٹ کر اور آہ سرد بھر کر ان سب کی جانب مخاطب ہو کے افسردہ دلی کے سا
کہا۔ ارے یہان نہ پہیلیاں یاد آتی ہین نہ کہانی سننے کو جی چاہتا ہے۔ ہماری کہانی
پڑھکر اور کسکی کہانی ہوگی۔ یہ کہکر آنسو آگئے آبدیدہ ہوگئی اور ان چارون نے سمجھانا شروع کیا
۱۔ حضور ڈھارس رکھیئے۔ دل کو سمجھائیے۔
۲۔ ہان اور کیا۔ جہانتک ہو سکے اس خیال کو دل سے دور کیجیے۔
جواب۔ ہائے کیا تمسی مٹھا سمجھی ہوئی ہو۔
۲۔ سرکار ہمارا تو دل کڑھتا ہے۔ وہ دن اللہ جلد دکھائے کہ آپکا ارمان نکلے۔
جواب۔ اب نکل چکا۔
۳۔ یہ نہ کہیئے۔ اللہ کے بڑے بڑے ہاتھ ہین۔
جواب۔ یہ سچ مگر امید نہین ہوتی۔
۴۔ آپکا یہ خیال غلط ہے۔ مردے اُٹھ بیٹھتے ہین۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کو دفنانے
لے گیے اور وہ جنازے سے کلبلا کے اُٹھا اور ابتک زندہ جیتا جاگتا ہے۔
۲۔ پھر ان باتون کے مقابلے مین کون بات ہے۔
۳۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ ڈیڑھ مہینے کے بعد یہ سب مصیبتین دور ہو جائینگی ہمنے ایک پنڈت سے
کہا تھا۔ بڑا زبردست حکم لگاتا ہے جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔
کون پنڈت۔ کون۔ کیا نام ہے۔

مجھے اُن ہندوؤن کا نام نہین یاد رہتا۔ ایک تیج کران مارواڑی کو تو جانتی ہون ہو اٹھک
آپ نے کہا یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی مگر ایسا نہو کہ تم لوگ سب حال اُنکی جان سے کہدو تو غضب
ہی ہو جاے کے میری بھی جان جاے کیونکہ اگر کوئی امر میرے خلاف ہوا تو مین ضرور اپنی
جان دیدونگی اور وہ اور بھی زیادہ گرویدہ ہونگی۔ اسپر سب نے کہا کہ جی نہین ایسا کیسا کرینگی
نادان سمجھا ہے۔

یہ ذکر اُس وقت کا ہے جب ایک بڑی بیگم لڑکیان کم سن لڑکیون کے ساتھ باغ مین
ٹہل رہا تھا اور ایک لڑکی باغ کے پھاٹک کے پاس بیٹھائی گئی تھی کہ جب کوئی زنانی
سواری نظر آئے تو فوراً اطلاع دے۔ اور وہ گورا لڑکا۔ (پی کہان۔ پی کہان) کہتا
ہوا کے جھوم کے مستانہ وار روشون پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ ایک دفعہ ہی اس پہرے
والی لڑکی نے آکے کہا حضور سواریان آتی ہین اور وہ لڑکا جھپٹ کے ایک کمرے
مین پہر رہا اور وہان مردانہ لباس بدلکر زنانے کپڑے پہنے۔ ململ کا کپاسی رنگا ہوا دوپٹہ
اوسی کی گلابی کرتی اور بسنتی پاجامہ۔ زیور ایک بھی نہین۔ اور اُن چارون کو لیکر
اُس کانچ والے بنگلے مین بیٹھی۔ (بیٹھی) ہمنے اس سبب سے لکھا کہ اُس لڑکے نے اب لڑکی کا بھیس
بدل لیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر مین ایک بوڑھی عورت کوٹھے پر آئی۔ ساتھ ساتھ دو خواصین۔ ایک بغداد
کا حبشن وہ مہریان اور ایک جوان عورت کوئی بیس بائیس برس کا سن کرتے چکھڑے پہنے ہوئے آئی۔
بوڑھی عورت بیگم تھی۔ اور وہ بیست سالہ جوان اُسکی بہا بھی۔ ان سب کو دیکھکر وہ لڑکی جو اُن
پانچون لڑکیون مین جنکا ہم نے ذکر ممتاز تھی۔ اور جو لڑکے کے بھیس مین (پی کہان
پی کہان) کہتی تھی وہین بیٹھی رہی۔ وہ چارون اُٹھ کھڑی ہوئین اور ادب کے ساتھ
جھک جھک کر سلام کیا۔ جوان عورت نے جسکا نام نظیر بیگم تھا اس لڑکی کے پاس
بیٹھکر کہا۔ (بہن کیسی ہو) اُسنے آبدیدہ ہوکر جواب دیا (اچھی ہین) بیگم بھی بیٹھین
پوچھا (بیٹیا کیسی ہو ہم تمھین دیکھنے آگئے اور تم ہم سے بولو نہ چالو یہ کیا بات ہے۔

لڑکی۔ جو کہیے وہ کہون۔

بیگم۔ مزاج تو اچھا ہے۔

لڑکی۔ شکر ہے۔

بیگم۔ اِسے تو ادھر دیکھکر باتین کرو۔ ارے! تم تو روری ہو۔ کیون طبیعت کو ہلکان کرتی ہو بچیا

تم نے ہماری زندگی تلخ کر دی۔ ہمکو کہیں کا نہ رکھا۔
نظیر۔ مٹیا میل کر دیا۔ اری بہن تجھے یہ کیا ہو گیا۔
بیگم۔ بہن سے تو بولو بیٹیا۔
نظیر۔ امی جان کا پیار ہمکو آیا تھا کبھی یاد بھی کرتی تھیں۔
بیگم۔ وہ (پی کہاں۔ پی کہاں) کی صدا کون لگا رہا تھا۔ انسان کی سی آواز معلوم ہوتی تھی اتنے میں اتفاق سے درخت پر سے ایک جانور کی آواز آئی۔ (پی کہاں۔ پی کہاں) اب بات بنگئی۔ اور اُن چاروں نے بگڑی ہوئی بات یوں بنائی۔
۱۔ اے حضور اس باغ میں پپیہا بول رہا ہوگا۔ اور دیکھئے اب بھی بولا۔
۲۔ ہاں تھوڑی دیر ہوئی جب بھی بولا تھا۔
۳۔ وہی آواز حضور نے سُنی ہوگی۔
۴۔ رات کو بہت بولتا ہے۔
بیگم۔ مجھے کوئی دیوانی پگلی سمجھی ہوئی ہو کیا۔ خاصی صاف لڑکی یا لڑکے کی سی آواز تھی۔
نظیر۔ ارے یہ اس پیپے میں کون جانور ہے۔
خواص۔ اے حضور پپیہا ہے۔
مہری۔ پی کہاں۔ پی کہاں۔ یہی بولتا ہے۔
بیگم۔ یہ تو ہمنے کسی کو پالتے ہوئے نہیں سُنا پھر کوا بھی پالو چیل بھی پالو۔ گجگا بھی پالو۔ یہ شوق کس کو ہوا۔
نظیر۔ بہن تمنے پالا ہے! اسے بولو۔
لڑکی۔ نہیں۔
نظیر۔ اے تم لوگ جو یہاں رہتی ہو تم بتاؤ۔ یہ کسنے پالا ہے اسمیں ہرج کیا ہے۔ اپنا اپنا شوق ہے۔
بیگم۔ اچھا تم ایسے باتیں کرو نظیر ہم آتے ہیں۔
یہ کہکر بوڑھی بیگم صاحبہ۔ دوسرے کمرے میں گئیں۔ اور اُن چاروں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو اشارے سے ساتھ لے گئیں جسکے نام کا پہلا حرف (ف) ہے۔
بیگم۔ کیا حال ہے ہمیں تو کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔

ف۔ انہیں۔ (پی کہان۔ پی کہان) کی ہانک لگایا کرتی ہین اور رویا کرتی ہین۔ آپ لوگون مین سے کسی کو یاد نہین کیا۔ کچھ بحث ہی کسی سے نہین۔ دنیا و مافیہا سے کوئی مطلب نہین۔ بس رونا اور پی کہان۔ پی کہان۔

بیگم۔ یہ پپیہا کہان سے آیا ہوا۔

ف۔ اے حضور یہ تو ازغیبی آگیا۔ سویرے بیٹھے انکے ہاتھ مین دیکھا رات کو ہمنے اُنکی آواز سنی۔ پی کہان۔ ہم سمجھے پپیہے کو چڑھاتی ہین۔ تو تعجب کرکے سُلا یا۔ سویرے منھ اندھیرے آنکھ کھلتی ہے تو پلنگڑی سونی مسہری خالی سب جاگ اُٹھے۔ اودھر ڈھونڈھا ادھر ڈھونڈھا کہین نہین۔ ہاتھون کے طوطے اڑگئے۔ دیکھتے ہین تو نیچے ایک پیڑ پر آپ بیٹھی ہوئی ہین اور یہ پپیہا ہاتھ مین ہے

بیگم۔ ہائین! کیا یہ آیا کہان سے ہوا۔

ف۔ کیا بتائین۔

بیگم۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔

ف۔ اچھے سے اچھا ہے۔ بیگم۔ کوئی آسیب تو اسپر نہین ہے۔

ف۔ کچھ تو ضرور ہے۔ بیگم۔ ذری نرگس خواص کو تو بلاؤ اور نظیر کو بھی بلا دو۔

(نظیر بیگم چھم چھم کرتی ہوئی آئین نرگس خواص بھی ہمراہ تھی۔)

بیگم۔ اور بھی کچھ سنا۔ مین جانتی ہون کوئی آسیب تھا آسیب ہو۔ سنو تو۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ۔

نظیر۔ کیا امین ڈر گئی تھین۔

بیگم۔ سنو تو۔ ڈرین ورین کچھ بھی نہین تھین۔ (رفتا رفتہ سے) کہو جی۔

(جب اُنسے پپیہے کے پانے کا کل حال کہا تو نظیر بیگم دنگ ہوگئین۔ کہا یہ کیا بات ہو۔ رات کو پلنگ سے یہ یہان اکیلی کہان آئین۔ گھر مین تو چوکیدار کے بولنے پر ہم سے لپٹ جاتی تھین۔ اندھیرے مین جاتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہان اس بیٹھر ویرانے جنگل مین چھت سے تنہا نیچے اُتر آنا یہ کیا بات ہے۔ این گل دیگر شگفت۔)

خواص۔ حضور ضرور کچھ ہے۔ چاہے کوئی کچھ کہے مین تو مانونگی۔

ف۔ پار سال شب قتل کی رات کے کوئی چوتھے پانچوین روز ذرا یونہین سی نکھری تھین اور ندو دو شالہ اوڑھے ہوئے ہلکو لیکے تنز لے پڑگئین۔ عطر کی لپٹ دور تک جاتی تھی۔

وہان جاکے پیپل کا ایک پتا توڑا مین سنے کہا یہ کیا کرتی ہو۔ اے بس میرا اتنا کہنا کہ ٹہنی کی ٹہنی توڑلی۔ نازک ٹہنگی سب چلی آئی۔ کہا ارے او بھوت پریت آسیب چڑیل۔ (دیکھو بھوک تو جو کوئی ہو آ) اور مین غصہ ہوئی۔ مگر نہ مانا۔ بس جیسے ہی کہ نیچے آنے لگین ایکا ایکی ناف کے پاس درد ہونے لگا میرے تو ہاتھون کے طوطے اُڑگئے اب پارگی چھٹی۔ مین نے پڑوس سے انکو بلوایا۔ وہی عامل میان جوش کی چڑھائی کے مشہور عامل۔ انھون نے دھونی بتائی۔ اس سے جاکے درد کم ہوا۔

خواص۔ تمنے مجھ سے کہا تھا۔ بیگم۔ اب رکھوالی رکھنی چاہیے

خواص۔ [illegible]

نظیر۔ بتلا کچھ بتاتی ہو [illegible] یہ پیپا کہان سے آیا۔

[illegible]۔ انکو ذری کچھ [illegible] یاد ہے۔ نظیر۔ اچھا پھر جو وجہ ہو وہ تو ظاہر ہے۔

[illegible]۔ ذری مالیون سے پوچھو چھیدن (خواص) اور ستارن کو بلاؤ۔

ستارن اور [illegible] آئے۔ دونون بوڑھے۔

چھیدن۔ حضور ذری آڑ مین ہو جائیے۔ مالی حاضر ہوتے ہین۔ بوڑھے ہین۔

بیگم۔ آئے [illegible] جان جاتی ہوئی ہے۔ کسکا پردہ اور کسکا ندوہ۔ تم ذری آڑ مین ہو جاؤ بیٹا۔

نظیر۔ آنے دو [illegible] ہیں بوڑھے گنوار۔ اور رات تو ہئی ہے۔

مالیون نے دور سے جھک جھک کر سلام کیا۔

بیگم۔ ارے مالیون تم جانتے ہو کچھ کہ یہ پیپا جو پلا ہی کہان سے آیا۔

ایک۔ حضور۔ انکو معلوم ہے۔

دوسرا۔ سرکار ہم جوان سنتے ہیں [illegible] کے درخت کے پاس گام کی ہوسکتی ہو اسنے ہے سویرے [illegible] رات کو ایک لڑکا آیا کوٹھے پر چڑھ گیا اور وہان سے پھر اُترا اور وہان [illegible] پڑی ہے وہان بولی بولنے لگا۔

بیگم۔ اپنی بہو کو بلاؤ۔

بہو۔ اسنے اپنے کلام کی تصدیق کی اور کہا مین [illegible] کہ کوئی مجھکو اس لڑکے سے لگائے نہین۔ جوان عورت۔ بس [illegible] پر چڑھ گیا تب مجھے

ڈر لگا۔ اور بھاگ کے باپ کی کھٹیا کے پاس آئی۔ مارے ڈر کے منھ سے بول
نہین نکلتا تھا۔ ویسے ہی پیڑ سے جانور کے چلانے کی آواز آئی اور تھوڑی دیر مین
وہ آدمی اُتر آیا۔ مین جا کے دوسری کھٹیا پر سو رہی۔ تڑکے سُنا کہ نیچہ ڈھونڈھا جاتا ہے
مین جانتی ہون وہ لڑکا اس جانور کو چھوڑ گیا اور کسی نے پکڑ کے اُسکو دیدیا۔ چال
سے ہماری جان مین وہ لڑکا بالکل سرکار سے تھے۔
بیگم۔ سرکار کون۔ اری کون سرکار؟
مالی۔ حضور ہمارے مالک۔ حضور کے صاحب جادے سے۔
بیگم۔ کیا۔ یہ بکتا کیا ہے۔ حضور قت۔ فتا اچھا تم لوگ جاؤ (وہ چلے گئے)
بیگم۔ نظیر یہ تو نئی بات سُنی (ٹھنڈی سانس بھر کے) مگر یہ تو لڑکا بتاتی ہے۔
فت۔ سچ کہتی ہو مین نے ایک دن ہنسی ہنسی مین مردانے کپڑے پہنائے تھے اور مردانے
کپڑے تو تنک خانہ سے لے آئی تھی کچ ہی اُتار سے ہین۔
مجیدن۔ جب تو کوئی آسیب ضرور ہے اور سویرے ان لوگون نے اُسکو پیڑ پر دیکھا
بھی اور وہ کہتی بھی ہے کہ سرکار کی سی چال تھی۔
بیگم۔ اب کیا ہوگا ہم تو ایک ہی مصیبت کو روتے تھے۔ ہائے ایسا دوسری مصیبت پڑ گئی
نظیر (آبدیدہ ہو کر) تھہر لیجئے۔
فت۔ خدا ہی نے کہا ہے۔ وہ تو ہونا ہی ہے۔
مجیدن۔ (نظیر سے) آپ ذری جا کے اپنے طور پر پوچھیئے تو شاید کچھ کچھ پتا لگ جائے۔
فت۔ کچھ نہین یاد ہے۔ وہ دوھر کے پوچھ چکے ہین۔ پوچھیئے۔ وہ کہتی ہین ہم جانتے ہی نہین
بیگم۔ شہر کسی کو بھیجو کہ جا کے نواب دولہا کو بلا لائے۔ مالی کو بلاؤ۔
مجیدن۔ اے یہ موت کمبخت کیا جلدی جائینگے۔
بیگم صاحب نے کہا ہم مالیون سے پوچھینگے کہ یہان تیز سواری کون ملتی ہے جو سب سے
جلد جائے۔ مالی حاضر ہوئے اُنسے پوچھا گیا اُنھون نے کہا سرکار یہان سے کوئی
کھیر کے ٹیلے پر ایک بنیا رہتا ہے اُسکے پاس ایک ٹٹو ہے۔ ہوا ہے ہوا۔ اُسکو
بھیج دیجئے۔ حکم ہوا اُسکو لاؤ۔ ایک مالی تعمیل حکم کے لیے گیا۔ بیگم صاحب اور خواص
وہین بیٹھی رہین۔ نظیر بیگم اُس لڑکی کو ساتھ لیکر گئین۔ زینے پر قدم رکھا ہی تھا کہ آواز

(آئی پی کہان پی کہان) وہ لڑکی اب مان اور بہن کے لحاظ سے اور انکو قریب پاکر آہستہ آہستہ اپنی پی کو یاد کر رہی تھی۔ جب نظیر بیگم کی پازیب کی جھنکار سُنی تو ظاہر تو خاموش ہو رہی مگر دل ہی دلمین پی کہان پی کہان کہتی جاتی تھی

نظیر۔ بہن ذری ٹہلو۔ باتین کرو۔ دل بہلاؤ۔ دیکھو ہم لوگون نے تمہارے لیے ایسا گھر اور ایسا لڑکا ڈھونڈھا ہے کہ خوش ہو جاؤگی

ف۔ دل مین تو خوش ہو گئی ہونگی۔

لڑکی۔ (زبان حال سے) ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

ف۔ الیو لیو لوجی۔

نظیر۔ ارے آخر اب تم سیانی ہوئین۔ ماشاء اللہ اٹھارہ برس آیا اب تمھارا عقد ہونا چاہئے کہ نہین کہ خدا نخواستہ خدا نخواستہ پال ڈالا جائیگا۔

لڑکی۔ (آبدیدہ ہوکر) باجی ہمارا دل ٹھکانے ہوئے تو ہم جواب دین۔

نظیر۔ اچھا یہ مانا۔ مگر دل ٹھکانے نہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ وہ کون بات ہے جس سے دل ٹھکانے نہین۔ تم تو کسی غریب محتاج کی لڑکی نہین ہو۔

ف۔ اور جہان کا پیغام ہے وہ بھی رشتے دار ہین۔ لڑکا اچھا۔ قبول صورت گھر کے اچھے۔ پھر جی کے بے ٹھکانے ہونے کا کیا سبب ہے۔

نظیر۔ کشمیری دروازے کے پاس مکان ہے۔ یہ اس لڑکے کے ساتھ کھیل چکی ہین خالہ جان کہتی تھین کہ کھیلتے کھیلتے انھون نے اسکو مارا تو وہ روتا ہوا اپنی مان کے پاس گیا اور کہا کہ بہن اس لڑکی نے مارا۔ یہ اپنے میان کو پہلے ہی سے ٹھونک چکی ہین

میان کا لفظ سُننا تھا کہ اس بیچاری کے دل پر بڑی چوٹ لگی کہ لو اب تک تو باتین ہی باتین تھین اب یہ کھلم کھلا میان کہنے لگی۔ بحر غم مین غرق سے کلیجے پر چھٹیس لگی کہتی تا۔ اتنے مین اُسکے چہرے کا رنگ فق اور انتہا کی اُداسی چھائی ہوئی جو دیکھی تو نظیر بیگم کو بھی رنج ہوا اور غصہ بھی آیا اور جھلا کے کہا کتنی بدنصیب لڑکی ہے۔ کہان سے وہ نگوڑا دروغہ والا لونڈا آیا۔ اُسپر علم بردار کا علم ٹوٹے۔ اب کی ہیضے مین سب کے پہلے گولی اُسی اجڑے کو لگے اور ہماری آنکھوں کے سامنے تڑپا جائے۔

اس شہید خنجر عشق کو یہ تاب کہاں کہ معشوق محبوب کی نسبت جس پر جان نثار کرنے کو تیار تھی یہ کو سنے سُنتے سُنتے ہی زور سے چیخ ماری اور غش آگیا۔ بیگم دوڑی آئین منھ پر چھینٹے دیے کیوڑا لیکے۔ اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا۔ دو عورتین پنکھا جھلنے لگین۔ ذرا ذرا ہوش آیا۔ اتنے مین مالی اُس بنیے کو لیکر آیا اور ایک سپاہی کو اُسکے ٹٹو پر روانہ کیا کہ شہر جاکے نواب دولھا نظیر بیگم کے میان کو بُلا لائے اور تاکید کرے کہ ساتھ ہی چلیئے۔ بڑا ضروری کام ہے۔ سپاہی روانہ ہوا اور دوسرے روز شام کے ذرا قبل نواب دولھا آگئے۔ علیحدہ کمرے مین بیگم اور نظیر بیگم اور فیضن اور خواص گئین۔ اور صاحبزادی کو سنگھاڑے پر چڑھنے اور پیپیا لانے کا سب حال کہہ سُنایا۔ مالی اور اُسکی بہو کو بلوایا۔ مالی نے پھر وہ قصہ دُہرایا۔ نواب دولھا نے کئی سوال کیے اور کئی عورتون سے بہت سی باتین پوچھین اور ایک دفعہ ران پر ہاتھ مار کر کہا۔ ارے بابہ تو بڑا بُرا عارضہ ہے بڑی چوکسی رکھنی ہوگی سوتے سوتے عین نیند کی حالت مین کام کرنا اور سنگھاڑے پر جانا اور پپیا توڑ لانا اور پھر سو رہنا غضب ہی تو ہے۔ اگر کوئی ذرا اُسوقت ٹوک دیتا تو خدا نخواستہ اسی دم دم نکل جاتا۔ بڑا خراب عارضہ ہے۔ سنامنام بولزم۔

ساتوین ہوک

بڑھتی جب دل کی بیقراری
ہوتی حالت غشی کی طاری

شیر کو راتب دیا جاتا تھا اور وہ صاحبزادہ گردون مدار حشم اقتدار دل بہلانے کے لیے دل لگی دیکھ رہا تھا۔ ایک سپاہی کے لونڈے نے شیر کی دُم جو کٹہرے کے باہر تھی پکڑ کے کھینچی۔ شیر اُسوقت بکری کی ران کھا رہا تھا۔ پہلے ذرا یون ہی ساغرایا جب اُس لونڈے نے زور سے دُم کو کھینچا تو شیر اس زور سے ڈُکارا اور بپھرا کہ لونڈا گر پڑا شیر بدستور گوشت کھانے لگا اور اس صاحبزادہ والا تبار کو اُس لونڈے کی شرارت اور بوکھلاہٹ پر بے اختیار ہنسی آئی اور پہلا ہی مرتبہ تھا کہ اس مکان مین آکر یہ ہنسے ہون ہنسی کے آتے ہی ایک دفعہ اسکو خیال آیا کہ ارے مین ہنس رہا ہون۔ ہاے وہ

بیچاری اسوقت کیا جانے کیا کر رہی ہوگی اور سوتی نہ ہوگی تو بےچین ضرور ہوگی۔ ہائے انگارون پر لوٹ رہی ہوگی اور مین کمبخت ہنس رہا ہون۔ شیر کے کٹہرے کے پاس سے یہ دوب کے تختے کے پاس آئے اور ٹہلنے لگے۔ انتہا سے زیادہ ملول۔ بڑے رنج مین۔ ایک آدمی کو بُلا کر کہا دیکھو ایک سانڈنی سوار کو نوابگنج کی چوکی تک بھیجو کہ دیکھے بابو کشوری لال صاحب یہان آتے ہین یا نہین۔ پالکی گاڑی پر آئینگے اگر انکی گاڑی ملے تو کہدے کہ راجہ راحت حسین نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ اتنا تبا دیجئے کہ بیٹا یا بیٹی۔ بلکہ ایک کام کرو۔ قلم دوات کاغذ منگواؤ خط لیکے جائے اور قلم دوات کاغذ اسکے ساتھ کردو کہ وہ جواب لکھ دین اُنکے پاس مسافرت مین کہان ہوگا۔ رقعہ جلدی مین لکھا۔ مائی ڈیر کشوری۔ ارے یار آنکھین تمکو دیکھنے کو ترستی ہین۔ بھائی کچھ تپا لگا یا نہین۔ تمھارا دوست۔ راحت۔ برائے نام۔ سانڈنی سوار رقعہ اور قلم دوات کاغذ لیکر شتر غمزے کرتا ہوا چلا۔ اور تین گھنٹے کے بعد آیا اور کہا حضور چوکی سے تین کوس گیا مگر کہین تپا نہین ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے آتا تھا۔ اُس سے پوچھا کوئی رتھ پیچھے آتا ہے۔ اُسنے کہا نہین اتنا سُنا تھا کہ راحت حسین دوب پر بیٹھ گئے اور انکے آدمی اور داروغہ صاحب دوڑ پڑے۔

۱۔ سرکار۔ سرکار۔ ارے!

۲۔ لوچا لاؤ۔ لوچا لاؤ۔ جلدی لاؤ۔

۳۔ حضور لیٹ جائین پسینے آگئے۔ یہ ہوا کیا۔ ڈاکٹر صاحب کو بلاؤ۔

۴۔ ارے میان لوچا لاؤ۔ گھنٹون لگا دیتے ہو یا جیو۔

۵۔ پیشانہ وال سے پوچھئے داروغہ صاحب۔

زنان خانے مین خبر ہوئی تو قیامت کا سامنا ہوگیا اور ادھر اسی دوب کے فرش پر ایک پلنگ پر راجہ راحت حسین صاحب کو لوگون نے لٹایا اور پنکھا جھلنے لگے اتنے مین ایک مہری نے آکر کہا پردہ ہوجائے سب ایک سرے سے چلے جائیے بڑی سرکار آتی ہین۔ سب ایک دم بھر۔ اب باغ اور زمین اور دوب اور تالاب بھر مین بجز اس لڑکے کے مرد کا نام بھی نہین۔ مہری نے پنکھا لیلیا تھا۔ محلدار نے اطلاع دی کہ حضور پردہ ہوگیا۔ بڑی بیگم مع خواصون اور مہریون اور مغلانیون اور محلدار اللہ

چینگی بیبیون کے پلنگ کے اردگرد سب کے پہلے اس لڑکی نے جسکے ساتھ بڑی رانی نے لڑکے کا نکاح تجویز کیا تھا راحت حسین کے ماتھے پر ہاتھ رکھکر جھک کے پوچھا میرے پیارے بھائی کیسے ہو۔ یہ کمسن بہت ہی کم عمر دوشیزہ جادو جمال اگر کسی اور نوجوان مرد کی پیشانی پر دست حنائی رکھکر اس محبت سے پوچھتی تو وہ سمجھتا کہ قارون کا خزانہ مجھے ملگیا مگر یہ تو اور ہی فراق مین تھا اسنے اشارے سے کہا بیٹھ جاؤ اور وہ اسی پلنگ پر بیٹھ گئی۔

بیگم۔ بیٹا یہ تم ایکا ایکی گر کیون پڑے۔

ر۔ (راحت حسین یعنی وہی صاحبزادہ) اجی سرکار یہ لوگ تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہین۔ مین ذرا دوب پر بیٹھ گیا اور کچھ گھڑی بھر مین کھلبلی مچگئی۔

ب۔ بیٹا۔ گھر بھر تمکو دیکھکر جیتا ہے جو ذرا بھی کوئی سُنے کہ تمھارے پاؤن مین کانٹا چبھا تو چین کیونکر آئے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ ہو کیسے۔ ڈاکٹر کو بلانے آدمی گیا ہے۔

ر۔ (کسی قدر چڑچڑے پن کے ساتھ) آپ تو بیکار دق کرتی ہین ارے بھی دیکھتی ہو کہ خاصہ اچھا ہون۔ بھلا چنگا۔ ڈاکٹر کیا کریگا (اپنے دل مین) ع سے

آگاہ نئی تپ درون را   نشتر چہ زنی رگ جنون را

معشوقۂ نازنین طلب کن

عناب لبش بکار تب کن

بہنون مین سے ایک نے کہا (بھائی تم ہم لوگون کے پوچھنے سے پریشان کیون ہوتے ہو۔ ہماری تو زندگی کے دار مدار تم ہو۔ امّی جان سچ کہتی ہین کہ تمکو دیکھ کے جیتے ہین۔

ر۔ اری بہن۔ آخر بیماری کی کچھ علامت باقی ہو۔ پھر کیون گھبراتی ہو۔ بہن۔ بس بس اب ہمکو جیسے لاکھون روپیہ مل گیا۔ جان مین جان آگئی۔ تم نے ہمین۔ جلا لیا۔ زندگی دیدی۔

ب۔ مین کہنے ہی کو تھی۔ اچھا اگر ڈاکٹر آکے دیکھ لے تو کیا ہرج ہے۔

ر۔ (چڑچڑے پن کے ساتھ) امّاں تم نے کلیجا پکا دیا۔ ڈاکٹر کیا میری لاش پر رے گا آکے۔

بہن۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے۔ یہ کیا باتین منھ سے نکالتے ہو بھائی

امی جان تم یہان سے چلی جاؤ۔
ب۔ اچھا لو ہم جاتے ہین تم بھائی بہن بیٹھو۔
ر۔ (مسکرا کر) نہین نہین۔ جائیے نہین۔ مگر مجھے دق نہ کرو بھئی۔ پریشان کیون کرتی ہو۔ جو مین بیمار ہوتا تو خود نہ کہتا۔ میری بیماری ڈاکٹر کے علاج سے اچھی ہونے والی نہین ہے۔
اتنا کہنا تھا کہ بڑی بیگم نے انکی بہن کی طرف دیکھا اور اُسنے انکی طرف اور جتنی وہان کھڑی تھین سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگین۔
ر۔ اب تم لوگ جاؤ۔ میرا تمھارے بیٹھنے مین کوئی ہرج نہین ہے۔ مین فقط تمھاری تکلیف کے لیے کہتا ہون۔
بہن کیسی بچون کی سی باتین کرتے ہین۔
خواص۔ اے حضور تکلیف ہو کہ چین رہتا ہے۔
دوسری۔ اسمین کیا شک ہے۔ اللہ جانتا ہو جیسے ہی سُنا کہ عشق اُنکے دشمنون کو آیا بس جیسے جان تن سے نکل گئی۔
ب۔ اچھا اب ہم تو جاتے ہین۔
اتنے مین فیلبان کی بی بی نے آن کے کہا سرکار کوئی عورت بند گاڑی مین آئی ہین راجہ صاحب سے ملنا چاہتی ہین۔ سُنتے ہی سب کے کان کھڑے ہوئے اور راجہ نے حیرت کے ساتھ پوچھا عورت آئی ہے! اور ہم سے ملنا چاہتی ہے! کون عورت ہو بھئی۔ اچھا اب تم لوگ جاؤ۔ اور وہ سب چلی گئین مگر حیرت زدہ کہ کون عورت آئی ہے۔ گھر بھر مین کھل بلی مچی ہوئی۔ ادھر ایک خواص نے آن کر کہا سرکار ایک بند گاڑی مین کچھ سواریان آئی ہین فیضن نام بتایا ہے فیضن کا لفظ سنا تھا کہ باچھین کھل گئین حکم ہے کہ فیل خانے کی چھت پر چوکھپل ہے وہان پردہ کرا کے سواریون کو اُترواؤ دل مین بڑے خوش کہ معشوقہ مطلوبہ کا پیغام آیا اور عجب نہین کہ خود بھی آئی ہون قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ خواص حکم کی تعمیل کے پہلے دوڑ گیا تھا یہ آدھی دور پہونچے ہی تھے۔ کہ اُسنے واپس آکے کہا سرکار وہ نہین اُترتین

حضور ہی کو بلاتی ہین۔ یہ خوش خوش خرامان خرامان چلے۔ ایک ایک قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلیجا گز بھر کا ہوگیا ہے۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ بڑی بیگم اور راحت حسین کی بہنون اور کل عزیزون اور نوکرون اور مصاحبون کو رنج تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی عورت آئی ہے جس پر صاحبزادے ریجھے ہوئے ہین لیکن اگر باہر بھیتر کے آدمیون مردون عورتون مین کسی کو خوشی تھی تو وہ داروغہ تھے۔

بیگم۔ مین کہتی ہون اب کیا ہوگا۔

بہن۔ کیا بتاؤن امّی جان۔

خواص۔ معلوم ہوتا ہے وہی آئی ہے۔ یہ ہے کون جس پر یہ اتنے ریجھے ہوئے ہین۔ ٹوہ تو لینی چاہیے۔

بہن۔ فیضن تو کسی دیہاتن کا نام معلوم ہوتا ہے۔ اچھا نیک قدم تم جا کے ٹوہ تو لو۔

کسی بہانے سے جاؤ۔

خواص۔ فیلبانن کے پاس جا کے بیٹھو۔ وہان سے سب سوجھے گا۔

ب۔ ہان مین کہنے ہی کو تھی۔

بہن۔ اللہ ہماری آبرو رکھے۔

ب۔ گھر مین لڑکی موجود ہوتے لڑکا موجود ہوتے اور جگہ کود پڑتا کیا اُسکی عقل کو ہوگیا ہے۔

بہن۔ اور یہ موا داروغہ اور شہ پر چڑھ کے دیتا ہے۔

خواص۔ یہ موا ہے کون۔ کٹنا اچکا لسل۔

اتنے مین نیک قدم فیلبانن کے پاس گئی اور راحت حسین صاحب بہادر بادشاہ بنے ہوئے اُس بند گاڑی کے پاس پہونچے۔ فیضن سے یہ کھلے ہوئے تھے بلکہ بچپنے مین ایک آدھ مرتبہ۔۔۔ بھی چکے تھے۔ جب گاڑی کے پاس پہونچے تو دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اور فیضن کا نام لیکر گاڑی کا پٹ کھولا تو دیکھتے رہگئے اور اندر کی سواری نے قہقہہ لگا کر کہا دہائی تیرے

گیدی کی بار۔ راجہ نے کہا بھئی واللہ بڑی مایوسی ہوئی۔ ایسی دل لگی۔ ایسی حالت میں ابھی نہیں ہوتی۔ مین تو سوچا تھا کہ ہمارا قاتل ہوگا تو تو جان مین جان آجائے گی۔ ساتھ ہی بھاگ جاتا اور جو فیضن ہی ہوتی تو خدا کی قسم . . . . . . ہی لیتا۔ بلکہ قدمون پر ٹوپی رکھتا۔ پانون چومتا اور دھو دھو کے پیتا کہ معشوق کی بھیجی ہوئی آئی ہے تم نے بچہ اس وقت اور بھی رنج دیا کیا جانے کب کا بدلا تمنے نکالا ہے۔

کستوری لال نے کہا کسی قدر کامیابی تو ہمارے جانے مین ضرور ہوئی۔ بڑی بری حالت بیچاری کی ہے یہ کسی باغ یا جنگل مین رہتی ہے اور (پی کہان پی کہان) کی ہانک لگاتی ہے۔ افسوس کے قابل حالت ہو گئی ہے جس عورت نے مجھ سے بیان کیا وہ خود دیکھ آئی ہے۔ کہتی تھی بالکل دیوانی ہو رہی ہے اور اگر یہی لیل و نہار قائم ہے تو خدانخواستہ بالکل سڑن ہو جائیگی اور تنکے چننے لگی گی۔ وہ تو کہتی تھی کہ سوا (پی کہان۔ پی کہان) کے اور کچھ کہتی ہی نہین۔ مردانے کپڑے مین دیکھا تھا۔ کہتی ہے بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی گھبرو لونڈا کھڑا ہے۔ چست گٹھنا۔ تین گھر توئی کا انگرکھا۔ بسنتی رنگا ہوا۔ سبز چوڑی چوڑی گوٹ لگی ہوئی۔ کمر تک قدرتی لمبے لمبے پیچ کی مانگ نکلی ہوئی۔ مگر وہ رنگ روپ نہین۔ وہ پھول سے رخسار نہین۔ زردی چھائی ہوئی۔ گل کے کانٹا ہو گئی ہے۔ بعضی بات کہنے کو جی نہین چاہتا عجب نہین کہ پاگل پنے مین اپنی جان دیدے۔ جان پر کھیل جائے۔ یا مارے رنج کے مرجائے۔ راحت پورا پتا یہ نہ معلوم ہوا کہ ہے کہان۔

جواب۔ ارے بھائی یہ تو کوئی جانتا ہی نہین۔ لاکھ لاکھ جتن کیئے۔ لالچ دیکے کہا کہ بھرپور انعام دونگا۔ اُس نے کہا بابوجی یہ نہ ہوئیگا فیضن نے اپنے مرنے کی قسم دیدی ہے۔

راحت۔ کیا فیضن بھی ساتھ ہے۔ اسکو یہ کیا سوجھی۔

جواب۔ واللہ اعلم فیضن کی ایک رشتہ دار سے تو ہمنے سُنا تھا کچھ پہلا ہی

یا خالہ یا کچھ ایسی ہی سی ہے۔ دیکھو میں پھر ٹوہ لگاتا ہوں۔ اُس کے مکان پر میں
پوچھا۔ وہاں کسی بتانے سے بھی حال نہ معلوم ہوا۔ قدغن ہے کہ کوئی کسی غیر سے
بات نہ کرنے پائے۔

راحت۔ اس میں کوئی بھید ضرور ہے (ٹھنڈی سانس بھر کر) ہائے کیا غضب
ہو رہا ہے۔ آنکھیں ترس رہی ہیں۔

جواب۔ ارے بھئی علحدہ اس وجہ سے کر دیا کہ اُسکا دل ادھر جانب رفتہ رفتہ
بہل جائے گا۔ اور بھول جائے گی مگر ہاں اُلٹی آنتیں گلے پڑیں
جنون اور بڑھ گیا۔ مگر۔

مرد باید کہ ہراسان نہ شود
مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

گھبراؤ نہیں۔ دل کو ڈھارس رکھو۔

راحت۔ اگر دیوانی ہو گئی تو غضب ہو جائیگا اور اگر خدا ناکردہ۔ خدانخواستہ۔
تو (زار زار رو کر) ہم بھی اوسی کی قبر پر خودکشی کرینگے۔

جواب۔ خدا نہ کرے۔ خدا نہ کرے۔ یار یہ بدشگونی کی باتیں زبان سے نہ نکالا
کرو۔ اُسکی قبر پر جان دونگا۔ (واہ جب نہ ملے تو)

راحت۔ ہماری زندگی پر تف ہے۔ جب سے پیدا ہوئے دم بھر چین نہیں
آتا۔ چین لینے ہی نہیں پاتے۔ اور یہ تو انتہا سے زیادہ ستم ہے کہ ہم اُس پر
جان دیں وہ ہم پر۔ اور نہ ہمیں معلوم کہ کہاں ہے نہ اُسکو ہمارا حال معلوم۔ کیا
غضب ہو رہا ہے۔ اندھیر ہو رہا ہے۔ اچھا تین ہفتے تک ہم قسمت آزمائی
کرتے ہیں اگر مل سکے تو خیر ورنہ

السلام اے بعد ما آئیندگان رفتنی
بر شما خوش باد نا خوشہائے جہان فانی

ہمارا دل بیٹھا جاتا ہے۔ یہ کہکر ایک چکر سا آیا اور گر پڑا۔ اور ادھر بابو جی نے
اُس کے آدمیوں کو بلوایا۔ سنتے ہی بیتاب ہو کر سب دوڑ پڑے۔
ا۔ ارے! خیریت تو ہے۔

۲۔ غش۔ آگیا۔

۳۔ پنکھا جھلو۔ پنکھا جھلو۔ عطر منگواؤ۔

۴۔ یہ ہوا کیا۔ ابھی تو اچھے تھے۔

سب کے سب جمع ہو گئے اور ترکیبین کرنے لگے کہ مزاج۔ حضور برباد لائے استنے مین محل خانے مین خبر ہوئی۔ وہان خبر ہونا بس غضب کا سامنا تھا۔ ستم ہوگیا ہٹس سی پڑ گئی۔ کہرام مچا ہوا۔ جسنے جا کے یہ خبر سنائی اُسنے بڑے مبالغے کے ساتھ کہا تھا۔ حکم ہوا پردہ کراؤ۔ کئی آوازین ملکر آئین ر پردہ کراؤ۔ پردہ کراؤ محلدار دوڑی۔ مہری سٹر پٹر کرتی ہوئی باہر آئی۔ پہرے پر کون ہے۔ سامنے مین پردہ کرا دو۔ کوٹھی۔ تلاؤ۔ رمنا۔ فیل خانہ۔ اصطبل۔ ڈیوڑھی۔ باغ بھاٹکون سے لوگ ہٹ جائین۔ جلدی پردہ ہو۔ اندر سے پھر تاکید ہوئی۔ استنے مین بیگم صاحبہ اور راحت علی خان کی دو بہنین ایک حقیقی ایک چچاز اد یہ تو فنسون پر سوار ہو کر پہونچ گئین۔ مرد سب نیچے اُتر آئے۔ خواصین اُن کے پاس رہین۔ پردہ ہو کر سواریاں اُترین اور باقی اور بیگمات اور مستورات بھی جب پردہ ہوگیا تو پیدل آنے لگین۔ اب غشی کی حالت دور ہو گئی تھی مگر ضعف اور اضمحلال بہین بڑھا ہوا۔

ب (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) پسینے آئے ہوئے ہین۔

بہن۔ بھائی کیسے ہو۔ یہ ہوا کیا تھا۔

راحت۔ غش سا آگیا۔ اب آرام ہے۔

بہنون نے کہا اللہ کرے آرام ہی رہے۔ حکیم صاحب آئے۔

بیگم۔ حکیم صاحب میری کل زندگی کا دارومدار اسی بچے پر ہے۔ یہ اچھے ہو جائین تو میری جان تک حاضر ہے۔ استنے دنون کے بعد جو گھر مین اوجالا ہوا تو یہ نئی بات پیدا ہو گئی۔

حکیم۔ آپ گھبرائین نہین۔ اللہ پر شاکر رہین حق تعالے فرماتا ہے کہ میرے مقبول بندے وہ ہین جو صبر شاکر رہین۔ الصبر مفتاح الفرج۔

بیگم۔ (آبدیدہ ہو کر) یہ روز بروز طبیعت انکے دشمنون کی بگڑتی کیون جاتی ہے

حکیم۔ انکا کل حال بیان فرمائیے۔ کہان رہے کس طرح پر رہے۔ کون کون عوارض ہوے کسی خاص بیماری کی شکایت ہے ؟ یہ سب باتین معلوم ہونی چاہئین۔

بیگم۔ اسکے ساتھ ایک شخص آیا ہے جو داروغہ درد غہ کہلاتا ہے اور ایک انکا دوست ہے ہندو۔ ان دونون کو کل حال معلوم ہوگا مگر ہم سے چھپاتے ہین کمبخت صاف صاف نہین بتاتے ہین۔ انھین دونون کی سانٹھ گانٹھ ہے حکیم صاحب مجھے بچا لیجیے۔ مین بڑی دکھی عورت ہون۔ زندگی اسی لڑکے پر ہے اور اس کی حالت مجھے اچھی نہین معلوم ہوتی۔ اور مجھے موت بھی نہین آتی۔

حکیم۔ اگر آپ اسقدر گھبرائیے گا تو اور سب کے بھی ہاتھ پاؤن پھول جائینگے مین ان دونون سے جا کے صاف صاف حال پوچھتا ہون۔ کیا نام بتائے آپ نے۔

بیگم۔ ایک داروغہ ہے۔ نام نہین جانتی۔ اور دوسرا کوئی ہندو ہے انکا دوست انکی بڑی خاطرین ہوتی ہین۔

حکیم صاحب نے کہا مین ان دونون سے دریافت کر کے حاضر ہوتا ہون کیونکہ ایسے عوارض پیچیدہ کا طول کھینچنا اچھا نہین۔ جلد روک تھام چاہیے۔ یہ کہکر باہر آئے دیوانجی کو بلوایا تخلیہ کیا گیا۔ داروغہ صاحب اور صاحبزادے کے ہندو دوست بلوائے گئے۔ حکیم صاحب نے سب کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا۔ صاحبزادے کا حال اچھا نہین ہے۔ اول تو ضعف کی انتہا نہین۔ اعضائے رئیسہ ضعیف۔ دوسرے غذا کے نام سے نفرت کلی۔ تیسرے اختلاج قلب بحد سے بڑھا ہوا اور ان سب پر طرہ یہ کہ تشخیص مرض نہین ہو سکتی۔ ڈاکٹر صاحب کی عقل بھی گم ہے اور ہماری سمجھ مین بھی نہین آتا۔ آپ فرمائیے مریض بیچارے کے اچھے ہونے کی کون اُمید ہے۔ ڈاکٹر ہمر ٹیک کے مرگیا۔ ہم علاج کر کے عاجز آ گئے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کیا جاے۔ ایک ضروری امر دریافت طلب یہ ہے کہ کس حالت مین تھے۔ شوق کیا تھا۔ کوئی خاص بیماری ہے یا نہین دماغ تو

ابھی بگڑا نہین گیا۔ اختلاج قلب کب سے ہے کوئی صدمہ تو وفقۃً نہین پہونچا جہان
ہیں سمجھے وہان کسی کے چھٹنے اور مفارقت کے رنج نے تو یہ حالت نہین پیدا کردی
پیشتر بھی کبھی یہ کیفیت ہوئی تھی۔ کل حالات معلوم ہون تو سبحان اللہ بحمدہٖ۔ فن طبابت
علم قلبی ہے بلاتشخیص مرض علاج بے سود

یہ تقریر سنکر داروغہ نے کہا جناب حکیم صاحب سنئے مفصل حال سنئیے جب بیگم صاحبہ
کے پہلے شوہر نے قضا کی اور انھون نے دوسرا عقد کرلیا تو اُنکے شوہر ثانی نے
ان صاحبزادے کو نکالدیا اور ہین سے اسکی پروانہ کی جب ڈیوڑھی کی داروغگی
پہ مقرر تھا انکی ایک لڑکی تھی۔ بڑی خوبصورت۔ نواب نے اس لڑکی کے
پڑھانے کے لیے ایک بوڑھا مولوی نوکر رکھا۔ اور یہ لڑکا بھی وہین پڑھنے لگا۔
جب لڑکی ذرا سیانی ہوئی تو ان صاحبزادے سے پردہ کرانے لگے۔ مگر دونون
کو یہ روک ٹوک شاق گذری۔ اور کوٹھے سے جھروکے سے اِدھر سے اُدھر
سے اشارے بازیان ہونے لگین مگر پاک محبت۔ بدی کا خیال نہ تھا بچپنے کے
دن۔ رفتہ رفتہ محبت بڑھتی گئی اور اب عشق کا درجہ ہوگیا۔ نواب نے جو یہ
کیفیت دیکھی تو بھجے اور اس لڑکے کو نکال دیا اور قسم کھاکے کہا کہ اگر پھر اس
شہر مین دیکھا تو مروا ڈالونگا۔ زندہ نچھوڑونگا۔ ہم دونون کو بھاگنا پڑا۔ الغرض
رسائی قسمت نے یہان تک پہونچایا۔ بات کو طول کیون دے مان نے بیٹے
اور بیٹے نے مان کو پایا۔ خوشی کے شادیانے بجنے لگے مگر لڑکا باینہمہ ثروت
و دولت و جائداد و علاقہ خوش نہین۔ پریشان حیران بت بنا ہوا سونے کا
لقمہ کھلاؤ تو وہی بات اور جَوکی روٹی کھلاؤ تو وہی بات ساون ہرے نہ بھادون
سوکھے محبت تو بہتون کو ہوتی ہے مگر انکی سی محبت نہ دیکھی نہ سنی۔ گھنٹون
رویا کرتا ہے اور جب سے انکی والدہ نے کہا ہے کہ خاندان کی ایک لڑکی کے
ساتھ تمہارا نکاح ہوگا بس تب سے جو بیماری نے گھیرا تو غضب ہی ہوگیا
اور اب تو حالت بہت ہی خراب ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ یون تو دنیا با امید
قائم ہے مگر ہمکو مایوسی سی ہوتی جاتی ہے۔

جب داروغہ نے تقریر ختم کی۔ تو ہندو دوست نے کہا مجھے شبہ تھا اور

بڑی خوشامد کی تھی کہ پتا لگا دو۔ معلوم ہوا کہ اُس لڑکی کی حالت اور بھی خراب ہے اُسکے ماں باپ نے اُسکو کسی باغ میں بھیجا ہے کہ شاید تبدیل آب و ہوا سے مزاج رو باصلاح ہوئے مگر وہاں اور بھی بدتر حال ہوا۔ سنا (پی کہاں۔ پی کہاں) کی صدا بلند کرتی ہے اور چہار طرف پی کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور پی اودھر اس کی مفارقت میں سسکے جاتے ہیں۔ ؎

فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہیں

ع۔ جیسے تھکے مسافر منزل کو ڈھونڈھتے ہیں۔

حکیم صاحب اور دیوان جی اور داروغہ نے پوچھا وہ باغ کہاں ہے۔ کہا یہ مجھ سے صاحبزادے نے نہیں بتایا۔ اُس لڑکی کی کوکا کی لڑکی ہے شافیعین نام ہے۔ اُسکی ایک رشتہ دارن نے ہمسے سب بیان کیا مگر جگہ کا نام نہیں بتایا یا چھپایا یا جانتی ہو۔ مگر جانتی ضرور ہوگی۔ داروغہ نے کہا میں شفیعین کے کل عزیزوں کو جانتا ہوں اچھا جا کے پتا لگانے دیجیے۔ اُن کے عزیزوں سے خصوصاً اُس کے باپ سے صاف صاف کہا جائے گا کہ جو بات آپ سمجھے ہوئے ہیں وہ نہیں ہے۔ وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ دس بارہ روپیہ مہینے کے داروغہ کے لڑکے کو اپنی صاحبزادی بیٹی کیوں دوں۔ اِسی سبب سے مجھے بھی نکال دیا۔ اور لڑکے کو بھی۔ اب اُن سے کہا جائے گا کہ یہ لڑکا ہمارا لڑکا نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا نامی تعلقہ دار ہے۔ آپ سے ثروت اور آمدنی میں کہیں زیادہ۔ عزت و آبرو میں کہیں زیادہ۔ اور دونوں کو باہم عشق۔ ادھر آپ کی صاحبزادی کڑھتی ہے۔ اُدھر لڑکا۔ یہ بھی صاف صاف کہدیا جائے گا کہ لڑکا خدانخواستہ جان دیدیگا۔ حالت ابتر ہے حکیموں اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اگر دونوں ایک دوسرے کو دیکھیں تو عجب نہیں کہ جی جائیں۔ بلکہ یقینی مجھے پورا پورا یقین ہے کہ جی جائیں از سر نو زندگی ہو جائے۔

حکیم صاحب یہ تقریر سن کے خوش ہوئے اور کہا کہ اگر اُس لڑکی کے باپ کو

یہی خیال تھا کہ ایک چھوٹے سے آدمی کے لڑکے کے ساتھ لڑکی کا عقد کیون ہو۔ کسی اونچے گھر مین کیون نہ ہو دون تو اب وہ بات حاصل ہے۔ چلو بس چھٹی ہوئی یہ ہین کون۔ داروغہ نے کہا میان جوش کی چڑھائی پر وہ جو بوڑھے نواب ٹیلے پر رہتے ہین جو آسمانی نواب کہلاتے ہین۔ چڑھائی پر ٹیلا اور ٹیلے پر بنگلہ۔ انھین کی لڑکی ہے۔ حکیم صاحب نے کہا اخاہ یہ کیسے ہم سمجھ گئے۔ مین نے تو اُس لڑکی کا علاج کیا ہے نورجہان بیگم نام ہے۔ اُس کے باپ کے پاس آپ بھی چلیے اور مین بھی چلون۔ مین سمجھا لونگا۔ داروغہ نے کہا لڑکی کا حال تو مجھے نہین معلوم۔ مگر ہان اس لڑکے بیچارے کا حال تو اچھا نہین ہے۔ صاف صاف تو یون ہے کہ بچنا مشکل ہے۔ مگر ہان اگر آسمانی نواب راضی ہو جائین تو نقش مراد کرسی نشین ہو۔ بس اب دیر نہ کیجیے اور چلیے۔ چاہے بابو صاحب کو بھی لیتے چلیے۔

ہندو دوست نے کہا مجھے انھین کے پاس چھوڑ جائیے۔ حکیم صاحب اور دیوانجی نے بیگم صاحب کو اطلاع دی کہ اصل مرض یہ ہے۔ بیگم نے کہا مین تو ان کی وحشت اور بے چینی سے سمجھ گئی تھی کہ کچھ یہی ہے بلکہ کانچی مل سے کہا بھی تھا کہ ڈاکٹر صاحب سے حکیم صاحب سے یہ بھی کہو مگر اس موئے داروغہ کو تو دیکھو کہ سب جانتا تھا اور نہین بتاتا تھا۔ نہین تو بات اتنی بڑھنے کاہے کو پاتی۔ اچھا اب جو ہوا وہ ہوا اب آپ لوگ کوشش کرین۔

حکیم۔ کوشش کیا معنے انکو مجبور کرینگے اُن کی لڑکی کی حالت بھی تو ابتر ہے دیوان جی۔ حکیم صاحب وار داروغہ کو لیکر جاتے ہین۔ اُس لڑکی کے باپ کو سمجھائینگے۔ میان جوش کی چڑھائی پر رہتے ہین۔

بیگم۔ انھین کی لڑکی ہے وہ آسمانی نواب! اللہ اللہ اب وہ اتنے ہوئے کہ ہمارے صاحبزادے کو نا پسند کرین۔ خدا کی شان۔

حکیم۔ آپ سمجھین نہین۔ انکو کیا معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہے۔ کون ہے کون۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے داروغہ کا لڑکا ہے اُسکو ملازم کا لڑکا سمجھکر ٹال دیا یہ کیا معلوم تھا کہ راجہ ہے اور تعلقہ دار کا لڑکا۔ اگر یہ معلوم ہوتا تو ابتک عقد کب کا

ہو چکا ہوتا۔ وہ تو اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھتے۔ لڑکے کو خانہ داماد کر لیتے۔
بیگم۔ یہ تو بڑی خوشخبری سنی۔ تو اب تو اگر اُنسے کہا جائے فوراً منظور کر لیں۔ یہ تو مجھے اب معلوم ہوا کہ یہ گتھیاں پڑی ہوئی ہیں جبھی ہمارا بچہ کڑھ کڑھ کے گلتا جاتا ہے۔ پھر اب ہم پیغام کریں؟
حکیم۔ میں داروغہ صاحب کو لیکر خود جاتا ہوں۔
بیگم۔ تو میں بچیا سے جاکے کہدوں کہ لو جو بات تم چاہتے تھے وہ پوری ہو گئی۔
حکیم۔ نا۔ ابھی نہیں۔ سائیں کے سوکھیل۔ ابھی تکی پوڑھی ہو لے۔ جاکے اتنا کہدیجئے کہ پرسوں نرسوں تک ہم کوئی خوشخبری سنائینگے۔ میاں جوش کی چڑھائی والی بات۔ بس اتنا کہدیجیے۔
یہ کہکر حکیم صاحب اور دیوانجی رخصت ہوئے بیگم صاحب نے لڑکے کو جاکے تسلی آمیز باتیں سنائیں مگر ؎

قانع بہ تجلی نشود شائق دیدار
پروانہ بمہتاب تسلی نہ توان کرد

اُدھر حکیم صاحب داروغہ صاحب کو لیکر اُدہاتھی پر سوار ہوکر میاں جوش کی چڑھائی پر چڑھائی کرنے سے چلے۔

آٹھویں ہوک

ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر میں چلے آئینگے

اب ادھر کا حال سنئیے کہ نورجہاں بیگم کی والدہ اور ہمشیرہ اُسی جنگل کے باغ میں صاحبزادی کی تسلی اور حفاظت اور علاج اور نگرانی کے لیے ٹکے رہے پہلے پہل تو نورجہاں بیگم لحاظ کے سبب سے دل ہی دل میں دبی کہاں پی کہاں کہکر دل کو ذرا فدا ڈھارس دلاسا دیتی تھی کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ یہ صدا اُنکو اپنے

دل مین کہین کہ لڑکی ہاتھ سے جاتی رہی - بالکل بدلحاظ ہوگئی - کل کی چھوکری اور
ہمارے سامنے یہ بدلحاظی - مگر جب جنون نے اور زیادہ زور کیا اور عنان صبر
ہاتھ سے جاتی رہی تو شرم بلا اجازت غایب غلہ - کسکا لحاظ اور کسکا خیال اور
کس کی شرم کس کا حجاب - یہ سب باتین اور خیال تو ہوش کے ساتھ ہوتی ہین
اب یہ کھلے بندون غل مچا مچا کے پی کو ڈھونڈھنے لگی - (پی کہان پی کہان)
نہ کسی کی شرم نہ لحاظ - بالکل دیوانی ہی ہوگئی - پنجرا ہاتھ مین لیلیا اور باغ مین گشت
کرنے لگی - (پی کہان - پی کہان) ہر درخت ہر در و دیوار ہر روش ہر نہر ہر چڑی بوٹی
پتے سے پوچھتی تھی - (پی کہان) مان بہن رویا کرتی تھین - پھوپی - بہت ہی رنجیدہ
ہوکر چار و ناچار سب غمگین کہ اس سن مین یہ کون بیماری پیدا ہوگئی - جسکا علاج ہی نہین
نواب دولہا نے شہر سے حکیم صاحب کو بلوایا - تین دن تک حکیم صاحب تشخیص
مرض کیا کیے اور علاج شروع کردیا - شہر سے کئی عرق کھنچوا کے منگواے - اور یہ سب
نامی نامی عطارون کی دوکان سے آتی تھین - علاج مین کوئی کوتاہی نہین کی گئی
حکیم صاحب نے جان لڑادی - مگر - ع -

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

جب بالکل مجبور ہوگئے تو حکیم صاحب نے کہا حضرت اب کسی اچھے ڈاکٹر سے
بھی رجوع لایئے - ہمارے نزدیک تو انکی بیماری دو حالتون سے خالی نہین
یا تو آسیب ہے یا کسی پر اس صاحبزادی کا (آہستہ سے) دل آیا ہے - یہ
مایوسی کے لفظ سنکر نواب دولہا کو اور بھی رنج ہوا کہ حکیم صاحب نے صاف صاف
جواب دیدیا - اور خود صلاح دی کہ ڈاکٹر سے رجوع لایئے - انکے نزدیک یہ
کوئی عارضہ نہین ہے - یا تو آسیب ہے - کسی جھاڑنے پھونکنے والے
یا عامل کو بلایئے - یا کسی سے آنکھ لڑگئی ہے اسکو ڈھونڈھ نکالیے - بی بی
جا کے انھون نے کہا لو صاحب اب تو لڑکی کی طرف سے پوری مایوسی ہوگئی
بی بی نے پوچھا - (کیون کیون خیر باشد) نواب خیر باشد کیا - حکیم صاحب نے جواب
دیدیا - انکی رائے ہے کہ ڈاکٹر کو دکھاؤ یا جھاڑ پھونک کرو - اور ایک بات اور بھی
مہمل کہی کہ معلوم ہوتا ہے - یہ صاحبزادی کسی پر عاشق ہین - اسکے عشق نے یہ حالت

پہونچائی اور یہ نوبت آئی۔ اب اِنکا علاج کرنا فضول ہے۔ بیگم۔ یہ بات صحیح ہے
کسی سے کہنا نہین۔ وہ جو مواد دروغہ اُنکے یہان تھا اُسکے رٹے کے گوڑے پر
اسکی جان جاتی تھی اور اسی سبب سے یہ تباہی دشمنون کے حال پر پڑی۔ یہ
بات اسنے ٹھیک کہی (یہ بجوگ ہے۔ اور وہ لڑکا ہے کہان) (کیا جانے
مواکہان گیا۔) (وہ داروغہ تو شریف زادہ ہے حسب نسب سے درست۔
بارہے کا سیّد۔ آل رسول۔ لڑکا بھی پڑھا لکھا تھا اور بہت خوبصورت۔ جب
یہ حالت ہوگئی تو ہمارے نزدیک اس سے تو بہتر یہی ہے کہ اسی کے ساتھ
عقد ہوجاے۔ کوئی جولاہا یا کبڑیا نہین ہے۔ اور جو لڑکی کی جان جاتی رہی؟ اُس
لڑکے کا کہین پتا لگانا چاہیے۔ ہم بڑے نواب کو بلواتے ہین) (جو صلاح ہو
وہ کرو۔ ہمکو انگارون پر سمجھیے۔ اللہ کا دیا سوکھی روٹی کا ٹکڑا میکے سسرال دونون
ہین بافراغت ہے اور دس کو دیکے کھائین مگر یہ ازغیبی تھپیڑا کہان سے پڑ گیا اسکا
کیا علاج ہے۔ ابا جان کو ضرور بلواؤ۔ اب یہ بیماری کھیل نہین ہے۔ روز بروز
بڑھتی جاتی ہے۔

نواب دولہا نے اُسی دم اپنے خسر کے نام خط لکھا (جناب قبلہ وکعبہ تسلیم مع التکریم
مریضہ کی طبیعت درجہ اعتدال سے متجاوز ہوگئی ہے اور افسوس ہے کہ نوبت بانیجا
رسید کہ جناب حکیم صاحب نے جواب دیدیا۔ اُنکی راے ہے کہ ڈاکٹر سے
رجوع لائیے۔ وہ کہتے ہین یہ کوئی عارضہ نہین ہے یا تو آسیب ہے۔ یا کسی پر
انکا دل آیا ہے۔ التماس یہ ہے کہ بفور ملاحظہ نیازنامہ ہذا آپ ڈاکٹر صاحب
کو لیکر روانہ ہوجیے اگر ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو لائیے تو دواؤن کا بکس اُنکے
ساتھ ضرور ہوگا اور اگر الوپیتھک ہون تو ضروری ادویہ لیتے آئین۔ آمین توقف
نہ فرمائیگا سب کی یہی راے ہے کہ آپ یہان چلے آئیے۔ طبیعت بہت ہی
ناساز ہے۔ بہرکیف خدا پر شاکر رہنا چاہیے۔ بڑی بیگم صاحبہ دن رات
رویا کرتی ہین۔ کیونکہ مریضہ کی بیماری اب مبدل بہ جنون ہوگئی ہے۔ افسوس
حکم مرضی خدا)

یہ خط پڑھتے ہی نواب صاحب نے ڈاکٹر کو ساتھ لیا اور ریل کی گاڑی پر روانہ ہوئے

پہونچے تو کل حال سُنا۔ ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کو دیکھا۔ پوچھا۔ دل کا کیا حال ہے؟
جواب (پی کہان) پوچھا ذرا آپ ہمارے سوال کا جواب دے سکتی ہین؟ جواب
(پی کہان) تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر نے پھر کہا اچھا مزاج کا مفصل حال بتائیے
جواب (پی کہان۔ پی کہان۔ پی کہان) ڈاکٹر خاموش ہو رہا۔ حکیم صاحب نے
کچھ دیر سکوت کیا بعد اُسکے کہا ذرا نبض دکھائیے اور وہ لڑکی کھڑی ہو کر غل
مچانے لگی (پی کہان۔ پی کہان) اور کل حاضرین مثل پیکر تصویر خاموش جب ڈاکٹر
صاحب کو علحدہ لے گئے۔ تو باہم مشورہ ہونے لگا۔ اور آخرکار یہی رائے قرار
پائی کہ کسی بہت سخت صدمے کے سبب سے دماغ صحیح نہین رہا اور کل اعضائے
رئیسہ ضعیف ہو گئے۔ نواب اور نظیر بیگم اور قریب قریب گھر بھر کو اس بیماری کا
سبب معلوم تھا مگر منھ سے نہین نکالتے تھے کہ بدنامی کی بات ہے کہ رئیس شریف
کی لڑکی اور عشق!!! بہو بیٹیون کو عشقبازی سے کیا کام۔ مگر نظیر بیگم کے دولھا کو اسکا
حال نہین معلوم تھا۔ اب انکو بھی معلوم ہو گیا۔ غرض کو نواب دولھا اور بڑے نواب
مین مشورہ ہوا اور بعد رد و بدل بڑی بیگم اور نظیر بیگم بلوائی گئین اور سب کے
مشورہ باہمی سے یہ رائے قرار پائی کہ اُس لڑکے کی تلاش بلیغ کیجائے اور
اسی کے ساتھ عقد ہو۔ تاکہ لڑکی کی جان بچے۔ گو غریب کا لڑکا ہے مگر ہم کو یا
ہماری لڑکی کو روپیے کی کون کمی ہے۔ اب یہ فکر ہوئی کہ وہ لڑکا کیسے ملے۔ اور
بڑی کوشش کیجائے کہ ملجائے۔

دوسرے روز یہ لڑکی (پی کہان۔ پی کہان) کہہ رہی تھی کہ مہری نے آن کر نواب
صاحب سے کہا سرکار دو ایک صاحب ہاتھی پر سوار باغ کے پھاٹک پر کھڑے
ہین اور حضور سے ملنا چاہتے ہین۔ نواب کے کان کھڑے ہوئے۔ یہان کون
آیا ہے بھئی اور فیل نشین بھی ہے تو اب دولھا کو بلاؤ۔ یہ اپنی بی بی سے اُن کے
کمرے مین باتین کر رہے تھے کہ انکو اطلاع ہوئی دونون باہر آئے نواب کے
پاس داماد نے جا کر کہا ارشاد انھون نے حال بتایا۔ یہ باغ کے باہر آئے اور
دونون فیل نشینون کو دیکھکر خوش ہوئے۔ فیلبان نے پری کہکر ہاتھی کو بٹھایا
پہلے ایک صاحب اُترے دوسرے صاحب بھی اُترنے ہی کو تھے کہ ہاتھی

اٹھنے لگا اور فیلبان نے پھریری کہکر بٹھایا پہلے صاحب تو کود پڑے۔ اور دوسرے صاحب کے لیے زینہ لگایا گیا یہ بھی اُترے۔

حکیم صاحب اور داروغہ جی کرسیون پر بیٹھے اندر سے ماما خاصدان لائی حقہ لائی نواب صاحب آئے۔

نواب (دونون سے بغلگیر ہوکر) جناب حکیم صاحب کی عرصہ کے بعد آج زیارت ہوئی۔ مزاج شریف۔ کہئے داروغہ صاحب خیریت ہے۔

داروغہ۔ حضور خیریت تو نہین ہے۔

نواب۔ کیون کیون۔ صاحبزادہ آپ کا کہان ہے

حکیم۔ انکا صاحبزادہ کیسا؟ ان کے باپ کے بھی صاحبزادہ تھا۔ وہ لڑکا تو تعلقدار ہے۔ (کل حال بیان کیا)

نواب صاحب دنگ ہوگئے اور لڑکی کی بےچینی کا حال کہا۔ داروغہ اور نواب اور حکیم اور نواب دولہا سب خوش۔ اندر باہر گھر بھر مین خوشیان کہ

اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

پہلے تو نورجہان بیگم کی مان کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ کہا یہ ہمارے خوش کرنے کو تسلی دیجاتی ہے مگر اس بھونڈی اور جھوٹی بات سے بھلا کب تسلی ہوسکتی ہے۔ ایسی قسمت ہماری کہان۔ نظیر بیگم کو بھی یقین نہ آیا۔ مگر ان کے میان کبھی جھوٹ نہین بولتے تھے اس سبب سے انھون نے اپنی مان کو تسلی دی کہ امی جان یہ خبر جھوٹ نہین ہوسکتی۔ کبھی ہم سے جھوٹ نہین بولا جاتا ہے جھوٹ سے سبکو نفرت ہے۔ اچھا مہری سے پوچھیے۔ ماما سے دریافت کیجیے۔ ع
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

مہری نے کہا کہ وہ موئے داروغہ آئے ہین۔ اور وہ حکیم ہین جنھون نے بی بی کا علاج کیا تھا۔ ماما صرف داروغہ کو پہچانتی تھی۔ دونون شہادت مین پوری اُترین نواب دولہا سے قسمین دے دیکر بڑی بیگم نے پوچھا کہا بیٹیا مجھے اپنی ساس نہ سمجھو اپنی مان سمجھو۔ مین تو تم کو داماد نہین اپنا بیٹیا سمجھتی ہون۔ نواب دولہا نے تسلی دی

اور کہا خدا کو اچھا ہی کرنا منظور ہے۔ اتنے مین درخت سے آواز آئی۔ پی کہان اور
فیضن نے صاحبزادی سے کہا ہماری صلاح مانیے تو آپ اس پپیہے کو آزاد کیجیے
جسطرح آپ نے یہ خوشخبری اتنی مدت کے بعد سُنی اُسی طرح اُسکو بھی خوش کر دیجیے
اور سچی بات یہ ہے کہ دونون نر مادہ کوستے ہونگے کہ کس ظالم نے ہم پہ یہ اتنا بڑا
ظلم ڈھایا کہ نر کو مادہ اور مادہ کو نر کی خبر ہی نہین۔ ایک آسمان پر دوسرا پاتال مین
بیگم۔ مین خوش میرا خدا خوش۔
نظیر۔ ارے ہان چھوڑ دو بچارے کو۔ میان بی بی پھر ملجائین۔
فیضن۔ ہماری تو یہی صلاح ہے۔
پیاری۔ سرکار سیکڑون دعائین دینگے۔ کیا انکے جان نہین ہے۔
ستارن۔ کیسی ہوک اُنکے دل سے اٹھتی ہے۔
بیگم۔ ارے برسون کا ساتھ ہوگا۔
خواص۔ ہمین بڑا ترس آتا ہے۔
نظیر۔ ترس کی بات ہی ہے۔
اتنے مین نورجہان بیگم اٹھین اور پنجرا کھول کر کہا (اڑجا) اور پپیہا نکل کے پھُر سے
اڑگیا۔ اور نر مادہ کی جوڑی پھر ایک ہوگئی۔ اور اتنے دن کے بچھڑے ہوئے ملے
نواب صاحب نے اپنے دونون مہمانون کی بڑی خاطر کی۔ اندر ماما نے نظیر بیگم
کی زیر نگرانی کھانا پکایا۔ باہر ان کے خاص پزنے جو امجد علی شاہ کا نوکر تھا کھانا
پکایا۔ مرغ اور بٹیر اور تیتر اور ہرن اور ہرنیا اور مچھلی اور بکری کا گوشت سات
قسم کے جانورون کا گوشت پکا تھا۔ دو طرح کا نمکین پلاؤ۔ ایک قسم کا میٹھا مجسم مرغ کا
کباب مچھلی دمنا کے پکائی گئی تھی۔ انواع و اقسام کے مسالے پڑے ہوئے کہ کانٹے
سب گل گئے تھے۔ بیگن کا دلما اس کاریگری سے پکا تھا کہ دیکھنے سے کچے
بیگن معلوم ہوتے تھے کہ ابھی ابھی کھیت سے توڑ کے بیگن آئے ہین اور ترا شیے
تو وہ خوشبو کہ دماغ طبلۂ عطار بنجائے اور کھائیے تو ساری خدائی کا کھانا
بھول جایئے۔
نورجہان کو کچھ کچھ تو یقین آتا تھا مگر کبھی کبھی یہ بھی سوچتی تھی کہ خواب کی سی باتین

معلوم ہوتی ہین۔ فیضن کو علحدہ لیجا کر کہا (فیضن۔ تمھاری کیا راے ہے۔ یہ باتین سب کیا سن رہی ہو۔ اگر یہ سب سچ ہے تو مجھے شادی مرگ ہو جاے تو عجب نہین ہے۔ مین خوب جانتی ہون کہ مین خواب مین نہین ہون۔ جاگتی ہون لیکن یہ خبر ایسی ہے کہ یقین کم آتا ہے اندھا تب تپیاسے جب آنکھین پائے۔ یہ ممکن ہے کہ انھون نے میری تسلی کے لیے داروغہ کو بلا لیا ہو اور اسکو کچھ دے دیکے اپنی طرف کر لیا ہو۔ میری اچھی فیضن اسکی ٹوہ لو۔

اب مین صاف صاف بتا دون۔ وہ لڑکا درونغہ جی کا نہین ہے وہ تعلقہ دار کا لڑکا ہے۔ کوئی راجہ کا۔ راجہ جب مرگیا تو رانی نے اپنے دیور سے نکاح کیا اس دیور نے رانی کو بے دخل کردیا اور اپنے بھائی کے لڑکے کو نکالدیا اور سو لھون آنے کا مالک بن بیٹھا۔ اب وہ بھی جاتا رہا۔ تب رانی نے لڑکے کی تلاش کی۔ بڑے نواب تو درونغہ جی اور لڑکے کو نکال ہی چکے تھے لوگون سے کھوج لگا کے لڑکے کو ڈھونڈھا۔ رانی نے ان لوگون کو ہزار ہزار روپیہ دیا۔ لڑکا اب راجہ ہو گیا مگر آپ کی جدائی سے اُنکے دشمنون کی بُری حالت ہے۔ یہ جو حکیم آئے ہین یہی راجہ کا علاج کرتے ہین۔ درونغہ جی کو لیکے یہان آئے ہین۔ اب لیجیے ایک ہی اتوارے کے اندر اپنے معشوق سے بغل گرم کیجیے۔

اورجہان۔ اس تقریر سے بہت ہی خوش ہوئی۔ جامے مین پھولے نہین سماتی تھی۔ دل کا عجیب حال تھا اگر قارون کا خزانہ اور تمام دنیا کی سلطنت مل جاتی تو بھی اُسپر لات مارتی اور محبوب مطلوب کے ملنے کو اُس کل ثروت پر ترجیح دیتی۔

پیاری۔ سرکار مبارک۔ وہ بھاری جوڑا لونگی کہ پادشاہزادیون وزیرزادیون نے بھی نہ پہنا ہو۔

فیضن۔ بیشک بیشک۔ اس سے بڑھکے اور خوشی کیا ہوگی۔

ستارن۔ درونغہ جی بڑے خوش ہین۔ مین چلاے کے گئی تھی تا۔ کہنے لگے تم بھی چلوگی۔ ہم نے کہا جی ہان۔

فیضن۔ چلینگے کہان۔

ستارن۔ اے تم کو نسبت کی کچھ خبر ہی نہین چلینگے کہان کی اچھی لگی سارا گھر بھر جائیگا۔

پیاری۔ کیا لڑکی کو وہان لیجائینگے۔ یہ کون دستور ہے بھلا۔

ستارن۔ اے بہن سنا تو یونہین ہے۔

نور۔ یہ کیا بات ہے فیضن۔

فیضن۔ نئی بات سنی۔

اتنے مین فیضن نے نظیر بیگم سے دریافت کیا۔ نظیر بیگم نے علحدہ لیجاکر کہا ستارن ٹھیک کہتی ہے۔ اس لڑکے کی طبیعت بہت بگڑ گئی ہے۔ نورجہان سے خبردار خبردار نہ کہنا حکیمون نے جواب دیدیا ہے اللہ اپنا فضل کرے مگر حکیم کی رائے ہے کہ نورجہان کو دیکھتے ہی اچھے ہو جائینگے کیونکہ یہی بیماری ہے اور اس بیماری کا علاج یہی ہے کہ نورجہان سے ملین اور ادھر نورجہان کی وحشت بھی جاتی رہیگی۔

فیضن۔ اے اب جاتی ہی ہین۔ مگر ایک بات تو سنو کیا وہ صاحبزادہ اب یہان تک آنے کے بھی قابل نہین۔

نظیر نہین۔

فیضن۔ تو یہان سے کون کون جائیگا۔

نظیر۔ سارا۔ گھر بھر۔ کل قافلہ روانہ ہوگا۔ نادرجہان بیگم کو بلوایا ہے۔ نادرجہان بیگم۔ نظیر بیگم کی چھوٹی بہن کا نام تھا۔ یہ نورجہان کی پھوپی تھی اور سال بھر اُسکی شادی کو ہوا تھا۔ فیضن نے نورجہان سے کہا سب معاملہ یہ ہے۔ اب آپ ذرا نہ گھبرائیے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہین ہے۔ وہان اس وجہ سے چلنا ہوگا کہ بڑی رانی اُس لڑکے کو اب دم بھر بھی اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ہین کئی بار غش آگیا۔ اور بیمار ہو گئے۔ جب انھون نے درد و غم اور حکیم صاحب کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے بچے کی جان لینا منظور ہو تو جلد نکاح ہوجائے نواب نادرجہان بیگم بھی بلوائی گئی ہین راستے سے انکو بھی ساتھ لے لینگے کوئی بڑا فرق ہے۔ بھلا ہی سا نام ہے۔ وہان تک وہ فقس پر آئینگی وہان سے اس

قافلے کے ساتھ ہونگی۔ ہمارا کلیجا تو گز بھر کا ہوگیا۔

نور۔ نہیں تمھارا وہ پنڈت بڑا سچا نکلا۔

ف۔ اے حضور جلکی بتاتا ہے۔ جو اُسنے کہا وہی ہوا۔ جمعرات یا منگل کے دن بتاتا ہے۔ نہا دھوکے پاک صاف ہوکے آتا ہے اور بے غسل کیے ہاتھ نہیں دیکھتا نہ حال سنتا ہے۔ اس سے ہم نے پوچھا پہلے اُسنے نام پوچھا پھر حال پوچھا۔ پھر مجھ سے کہا کوئی پھول اپنے دل میں تو ہم نے پھول دل مین لیا۔ چمیلی کا پھول۔ اسے بس کچھ پڑھ کے اور کچھ حساب کرکے تڑ سے بتا دیا۔ سفید پھول لیا ہے۔ اور ہم سے کہا جلد مطلب حاصل ہو جائیگا۔

نور۔ واہ رے پنڈت باہمن ہے

ف۔ ہان باہمن ہے بڑا نامی پنڈت۔

نور۔ انعام کا کام کیا ہے۔

یہ باتین ہوتی تھین کہ نواب دولھا اندر آگئے اور بڑی بیگم سے باتین کرنے لگے۔ نور جہان نے اُنکی تقریر بڑے غور سے سُنی۔ خوب دل لگا کے اور ہر فقرے ہر جملے ہر بات پر باچھین کھلجاتی تھین۔ فیضن انتہا سے زیادہ خوش۔ پیاری بشاش۔ ستارن جامے مین پھولی نہین سماتی تھی والدی کو گویا لاکھون روپیے ملگئے تھے۔ گھر مین خوشی کے شادیانے بجتے تھے ابھی ابھی سب کے سب مغموم اور ملول اور افسردہ خاطر تھے۔ کسی کو چین نہین نور جہان کی طبیعت دم بدم بیٹھتی جاتی تھی اور بدتر کیا معنی یون کہنا چاہیے کہ جنون جوش پر تھا۔ دیوانی ہوگئی تھی۔ اور اچھے ہونے کی امید قریب قریب منقطع۔ مگر مزاج نے دفعتہ ملپٹا کھایا غم کے لشکر کو خوشی کی فوج ظفر موج نے بھگا دیا۔ رنج کی پلٹنین شکست پاگئین۔ خوشی اور شادی کی عملداری ہوئی۔ یہان سے ایک سانڈنی سوار دوڑایا گیا کہ راجہ راحت حسین سے جاکر کہے کہ حکیم صاحب اور داروغہ جی مع قافلے کے آتے ہین اور جنکے سبب سے آپ نصیب اعدا علیل ہوگئے ہین انکو بھی ساتھ لاتے

ہین۔ اسی ہفتہ مین عقد ہوگا۔ اطمینان رکھیے۔ ہم سب کل ہی داخل ہوجائینگے
سانڈنی سوار یہ خط لیکر روانہ ہوا۔ اور ادھر نور جہان بیگم نے نظیر بیگم کے
ساتھ مدت بعد کھانا کھایا۔ اب تک وحشت دل اور جنون کے جوش کے
سبب سے کھانا وقتا سے کھاتی تھین اور نہ بھوک کھلتی تھی اور نہ کھانے
مین لطف تھا۔ اپنے آپے ہی مین نہ تھین کھانا کیسا۔ آج البتہ پیٹ بھر
کے کھانا کھایا اور کھانا بھی تکلفی اور لذیذ تھا اور ہنس ہنس کے کھایا۔ بات
بات مین شوخی۔ نہ پی کہان کی صدا نہ اشکبار رہی نہ بیقراری آنکھون مین پہلے
کی نسبت گویا زیادہ نور آگیا۔ قلب کا ضعف جاتا رہا۔ دل کا عجب حال
تھا۔ اگر ذرا اقا ہوے اور جاتا رہے تو واقعی شادی مرگ ہوجاے۔ جب
کھانے سے فراغت پائی تو فیضن سے کہا دچپکے سے کسی بہانے سے
باہر جاکے داروغہ صاحب سے کہو کہ پوچھتی ہین مزاج کیسا ہے اب
تو کوئی ہارج نہ ہوگا۔ نکاح پر انکی والدہ راضی ہین یا ابھی کچھ پس وپیش ہے
کہنا خدا کو درمیان مین رکھکر اور قرآن کی قسم کھا کر سچا حال کہین۔ فیضن
نے چپکے سے نظیر بیگم سے کہا تم باغ مین جاکے ذری دیر ٹھہرو۔ اور ادہر
خوش خوش آکے الگ لیجاکے کہو کہ داروغہ کہتے ہین کہ جب ہم لوگ
روانہ ہوئے کہ انکو لیجائین۔ اور جب سے انکو پورا پورا یقین ہوگیا ہے
کہ دلی مراد جلد برآئے گی تب سے بڑی خوش ہین اور نوکرون کو ابھی
سے بھرپور انعام دیے اور جوڑے جھڑا جھڑ بن رہے ہین نوبت ابھی
سے بٹھادی ہے۔ اسکی ٹکور دور تک جاتی ہے۔ گورے بلوائے ہین
اولا انگریزی باجا بجے گا صاحب لوگون کی دعوت کی ہے یہی سب باتین
کہنا فیضن باغ مین گئی۔ ستارن سے گینڈ دھڑکا کھیلا۔ آپس مین چہل ہوئی۔

ستارن۔ تخت کی رات کو فدی خوب نکھرنا۔

ف۔ یہ کیون۔ تخت کی رات کو دولھن کو نکھرنا چاہیے کہ ہمکو۔

ستارن۔ شاید۔ پلنگ کی۔

ف (آہستہ سے چھڑ لگا کر مسکرا کر) گھتا کمین کی۔

ستارن۔ اوہی۔ دل مین تو کھل گئی ہوگی۔
ف۔ ہم اپنی خدمت تمھارے سپرد کر دینگے۔
ستارن۔ ہمارا وہان کون کام۔
ف۔ کیسے امید تھی ستارن کہ خدا یہ دن دکھائے گا۔
ستارن۔ توبہ کرو بہن۔
ف۔ مگر اسمین شک نہین کہ اللہ رکھے چاند سورج کی جوڑی ہے۔
ستارن۔ ا ہا ہا۔ چندے مہتاب چندے آفتاب۔ تم کو چھم سے لینے کا تو حق ہے۔
ف۔ سمجھین … جاکے۔ ہرجائی۔
ستارن۔ یہ اتنا بگڑتی کیون ہو (مسکرا کر) اور دل مین خوش ہوتی ہوگی کہ ہم بھی اتنے ہوئے۔
ف۔ اتنے ہوئے کیا معنی۔ کچھ مین پڑھیا سڑھیا ہون یا کوئی کانی کھدری ہون۔ مہو بے دار کا لڑکا ایسا لٹو تھا۔ گانون گرانون لکھے دیتا تھا۔
ستارن عقل کی دشمن ہو۔
ف۔ اری بطرن اللہ کو دینا ہوگا تو یون ہی دیگا۔
ستارن۔ اچھا اب تم جاؤ۔ وہ بڑا انتظار کر رہی ہوگی۔
فیضن بہت ہی خوش کوٹھے پر گئی اور اشارے سے نور جہان بیگم کو بلایا۔
ف۔ وہان تو بڑی بڑی تیاریان ہو رہی ہین۔
نور (خوش ہوکر) ہان! کیا؟
ف۔ صاحب لوگون کی دعوت ہوگی۔ کلکتے سے انگریزی بیرچی بلائے گئے ہین گورون کا باجا ہوگا۔ نوبت بٹھائی گئی ہے۔
نور۔ ابھی سے۔ امیر تو ہین ہی۔
ف۔ بڑی رانی اپنی ہوس نکالینگی۔ ایک بیٹا ہے اُسکی شادی مین سبھی حظ نکالینگی۔ بھاری بھاری جوڑے ابھی سے تیار ہو رہے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھیا۔ ہاتھیون کے واسطے گنگا جمنی ہودے چاندی سونے کے

بن رہے ہیں۔ دروغہ جی نے کہا کہ "کہ سب سامان لیس ہے" غرضکہ نورجہان کے خوش کرنے اور تسلی دینے کے لیئے آئیلی بیگم نے دس چھوٹی باتیں کہی تھیں تو بی فیضن نے طراری کے ساتھ ننانوے لکھیں۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ نورجہان اپنا پچھلا سارا رنج اس طرح بھول گئیں کہ گویا کبھی رنج ہوا ہی نہ تھا۔

نویں ہوک

ہے دنیا دورنگی مکارہ سرا
کہیں خوب خوبان کہیں ہا ہائے

دنیا کے یہی معنی ہین۔ گو یہ شعر بعید لسیل ہے مگر قابل قدر۔ کتنا سچا مضمون ہے دنیا اور اہل دنیا کی دورنگی ظاہر ہے منھ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ۔ مکارہ سرا کے یہ معنی کہ مکر کی جگہ ہے۔ مکر اور زور سے بھری ہوئی۔ دوسرے مصرع کے مضمون سے کون انکار کرسکتا ہے زید ہنس رہا ہے۔ بکر رو رہا ہے حامد کی برات دھوم سے سسرال جاتی ہے خالد کا جنازہ لوگ قبرستان لیے جاتے ہین۔ ایک کے ہان خوشی کے شادیانے بجتے ہین دوسرے کے یہان کہرام مچا ہوا ہے۔ نورجہان بیگم پوتڑون کی رئیسہ۔ جس دن پیدا ہوئی تھین میان جوش کی چڑھائی پر گھر گھر خوشی ہوئی تھی۔ ایک ہفتے تک نوبت بجی۔ دس روز تک ناچ رنگ جب لڑکی بڑی ہوئی تو گھر بھر کی تیلیون کا تارا۔ بچہ سب کی جان سے زیادہ پیارا۔ آسمان کے تارے اور چڑیا کا دودھ بھی مانگتی تو مان باپ مہیا کردیتے۔

ایک دن مچل گئی کہ چاند سے کھیلون گی۔ بچے کی ہٹ بھی راج ہٹ اور تریا ہٹ کی طرح مشہور ہے۔ اب کسی کا کہنا نہین مانتی۔ اسکی مان۔ اسکو کوٹھری میں لیگئی اور ایک جگنو پکڑوا کے دکھا دیا اس کی روشنی کو یہ چاند سمجھی جب جا کے

کہین رونا موقوف کیا اور ہچکیان بند ہوئین۔
انکی پھر ملیٹا کھایا اور نوبت باینجا رسید کہ دیوانی ہوگئیں اب خدا خدا کرکے
یہ دن دیکھا کہ جس کی چاہ میں باولی ہوگئی تھی اس سے ملنے جا رہی ہین۔
ہاتھی پر داروغہ اور حکیم صاحب اور گھوڑے پر بڑے نواب اور نواب دولھا
اور فینسوں میں بڑی بیگم اور نظیر بیگم اور نور جہان بیگم اور ڈولیون مین خواصین
مہریاں وغیرہ۔ یہ قافلہ اس طرح پر روانہ ہوا سب کے کلیجے ہاتھون ہاتھ بھر
کے۔ گویا اتنے بڑے قافلے میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کو تمام عمر کبھی بھی
کچھ رنج ہوا ہو۔ گویا رنج اور غم کا نام ہی نہین سنا تھا۔ انکی لغت مین یہ لفظ ہی
نہ تھا نور جہان اس شعر کے مفہوم کی مصداق تھی

زعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

کبھی کبھی انکی دلی خوشی مبدل برنج ہو جاتی تھی۔ کیونکہ اللہ اعلم کیا سبب تھا
کہ اسکا دل خوش ہوتے ہوتے پژمردہ ہو جاتا تھا گو یہ دل کو بہت سمجھاتی تھی مگر
کبھی کبھی ذرا ذرا پژمردگی چھا جاتی تھی شام کو منزل پر پہونچے یہان ایک ڈاک
بنگلے میں ٹکے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ اور داخل ہوا۔ نواب
نادر جہان بیگم انکے میان آغا محمد جان ایک مہری ایک خواص دو چھوکریان
ایک سپاہی ایک مشعلچی۔ نادر جہان اور نور جہان ہمجولیان ملین تو ایک کرے
مین جا کے باتین ہونے لگین۔
نادر۔ یہ کیا گل کھلا رہی ہو نور جہان۔
نور۔ گل کیسا۔
نادر۔ گل وہی جسپر ریجھی ہوئی ہو۔
نور۔ ریجھنا کیسا۔
نادر۔ تمھین جانو۔
نور۔ ہم تو ریجھنا وجھنا کچھ بھی نہین جانتے ہین۔
نادر۔ چل چھوٹی۔ وہ لونڈا کون ایسا پڑا ہے جسپر تم سی پری اتنی لٹو ہوگئی کیا بڑا

گو را اچھا ہے۔
نور۔ کون لونڈا ہم کیا جانین لونڈا پونڈا۔ یہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتی ہو بہن۔ بوئی پیکے آئی ہو کیا؟
نادر۔ اب مار بیٹھون گی ہان۔ بے اب ہنسی دل لگی ہو چکی یہ بتاؤ کہ کون ہے کہین ایسا نہو کہ کسی ایسے ویسے پر گر پڑو۔ اتنا فضیحتا بھی ہوا اور پھر وہی موچی کے موچی۔
نور۔ ارے بہن دیکھو گی تو ہنسے چھین لوگی۔ آغا دولہا کو بھول جاؤ گی۔ میری تو سچ مچ جان ہی جاتی ہے۔
نادر۔ ہان ابھی یہ عشق اتنا چرایا ہے۔
نور۔ چرایا چرایا ہم نہین جانتے۔ دیکھو گی تو کہو گی کہ یوسف اپنے وقت کا یہی ہے
نادر۔ اور زلیخا تم
نور۔ کیا جانے کیا سبب ہے بہن کہ تھوڑی دیر سے دل بیٹھا جاتا ہے پہلے تو ہین یقین نہین آتا تھا سمجھی کہ میری تسلی کے لیے جھوٹ موٹ کی باتین بناتی ہین۔ جب یقین آیا تو بڑی خوشی ہوئی اور اتنی خوشی ہوئی کہ سچ مچ جامے مین پھولی نہیں سماتی تھی۔
نادر۔ یہ تو قاعدے کی بات ہے۔
نور۔ اب دل ڈوبا جاتا ہے۔
نادر۔ ارے اب دو دن مین کلیجا گز بھر کا ہو جائیگا جب وہ ہونٹھوں سے قند گھولے گا۔ گرما گرم بوسے لیگا۔
نور۔ یہ واہیات باتین نہ کرو۔
نادر۔ واہیات باتین ہین۔ دل مین تو خوش ہو گی اور کہتی ہو گی کہ یہ موئی پہاڑ سی رات کاٹے نہین کٹتی۔ کہین جلدی سے ختم ہو۔ اور جب دونون ملوگے تو لاکھون دعائین مانگو گی کہ تڑکا دیر میں ہو۔ سنو تو۔ اسکی خبر کیونکر معلوم ہوئی کہ کہان رہتا ہے۔
نور (سب حال بیان کرکے) ایک ایک گھڑی پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔
نادر۔ یہ بات اب کھلی۔
نور۔ اسے تمسے کونسی چوری ہے۔

نادر۔ جب بڑھیا بڈھے سے چوری نہین تو ہم تو برابر کی ہین۔ دو چار مہینے کی کی بڑائی چھٹائی کیا۔ یہ وہی ہے نا۔ جو داروغہ نے پالا تھا۔ یا شاید اُسکا بھتیجا ہے۔ فیضن نے نور جہان کے حکم سے کچا چٹھا کہ سنایا۔ یہ قصے کو ختم کر ہی چکی تھی کہ ڈاک بنگلے کے پاس روشنی نمودار ہوئی۔ مشعل وستی۔ فنس پر سے ایک ڈاکٹر اترے اور خانساماں سے برانڈی مانگی۔ حکیم صاحب نے کہا یہ تو ڈاکٹر گوپال کرسٹو گنگولی کی سی آواز ہے۔ اتنے میں کہا دکیا ڈاکٹر صاحب ہین) جواب آیا دجی ہاں حکیم صاحب بندگی) قریب آ گئے۔

ڈ۔ اہاہا۔ نواب صاحب ہیں۔ بندگی۔

ح۔ کہاں کے دھاوے ہین ڈاکٹر صاحب۔

ڈ۔ وہ جو راجہ راحت حسین ہے وہ بہوت بیمار ہو گیا ہے۔ آدمی ہمارے پاس آیا کہ راتوں رات آیئے۔ سو ہم جاتا ہے۔

ح۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ وہ چوٹا کھن پر آتا ہے۔

نواب۔ بہت گھبرائے۔ اُنکے داماد بھی پریشان ہوئے۔ اتنے مین ٹانگھن قریب آ گیا۔ داروغہ آگے بڑھے۔

داروغہ۔ ارے میاں۔ مبارک حسین۔ راجہ کیسے ہین۔

مبارک۔ داروغہ صاحب کیا عرض کروں۔ مزاج اچھا نہیں ہے۔ بے چینی کی کوئی انتہا نہین۔

داروغہ۔ اللہ اپنا فضل کرے۔

مبارک۔ ہاں خدا مالک ہے۔ مگر حال اچھا نہین ہے۔

ح۔ کیا کیفیت ہے!

م۔ نبض بہت ہی سست چلتی ہے۔

ح۔ ارے!

نواب۔ یا خدا ہر آفت سے بچانا۔

ڈاکٹر صاحب اور مبارک حسین رخصت ہوئے اور اِس کل قافلے کو معلوم ہو گیا کہ جس کے لیے جاتے ہین اُسکا حال پتلا ہے۔ نور جہان کا تو سنتے ہی پھر بدستور

حال ہوگیا۔ جیسی کی تیسی۔ بڑی بیگم تجربہ کار عورت تھی۔ سوچی کہ جب نبض ہی سست ہوگئی تو بچنے کی کون صورت ہے۔ لڑکی دونوں جہان سے گئی۔ میان بی بی لڑکیون اور داماد دون مین سرگوشی ہوئی۔ نواب نے حکیم صاحب سے مشورہ کیا۔

ح۔ مبارک حسین کوئی ڈاکٹر نہین۔ حکیم نہین۔ تر آدمی ہے وہ کیا جانے کہ نبض کیا شئے ہے۔ نبض کا دیکھنا کوئی دل لگی ہے۔ وہ ڈاکٹر ہی کون بڑے نباض ہوتے ہین۔

داروغہ۔ امیر کا لڑکا ہے اور صرف ایک ہی اولاد ہے۔ ذرا پاؤن مین پھانس بھی چبھی تو بس غضب ہی ہوگیا۔

ح۔ بس یہی بات ہے۔ گھبرائیے نہین۔

نواب۔ چلیے اسی وقت روانہ ہون۔ کچھ دور تو ہے نہین۔

ح۔ بیشک چلیے۔

داروغہ۔ چلیے تو جان مین جان آجائے۔

ح۔ کیا افسوس ہے۔

نواب۔ جو مرضی مولی۔

بیگم صاحب کی بھی یہی صلاح ہوئی۔ نواب دولھا نے آدمیون کو حکم دیا کہ روٹی جلد پکا لو۔ ہاتھیون گھوڑون بیلون کو راتب کھلاؤ کوچ ہونے والا ہے سب نے جھٹ پٹ روٹی کھائی راتب کھلایا۔ لیس ہوگئے۔ نور جہان کو نادر جہان اور نظیر بیگم اور فیضن نے بہت سمجھایا۔

قافلہ روانہ ہوا۔ نور جہان کا دل بلیون اچھلتا تھا۔ ہر دم مایوسی کی صورت آنکھون مین پھرتی تھی۔ آنکھون سے اشک تو نہین جاری تھے مگر دل روتا تھا۔ بڑی بیگم کو شک کی جگہ یقین تھا کہ لڑکا نہ بچے گا۔ اور لڑکی بھی رو رو کے جان دیگی نظیر بیگم اور نادر جہان بیگم دھاڑین مار مار کے روتی تھین فیضن اور پیاری ملول۔ ستاون۔ اور دلاری۔ افسردہ دل۔ دونون داماد اداس۔ نواب کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی۔ داروغہ اور حکیم تو سیدھی کی حالت مین۔ نواب

بہت رنجیدہ - ایک مقام پر پہونچے تو آواز آئی - (پی کہان) بس اس صدا کا سننا تھا کہ نورجہان دیوانی تو ہو ہی گئی تھی اور بھی دیوانی ہو گئی - اور بے جھجک بلا لحاظ پی کہان پی کہان کی صدا بلند کرنے لگی جنگل مین دو آوازین پی کہان کی بلند ہوئین - اس درد انگیز آواز اور حالت جنون سے تمام ضلع بھر کا دل اور بھی بھر آیا گو شب کا وقت تھا مگر جو آدمی اکا دکا ملتا تھا - وہ قفس مین سے پی کہان کی آواز سنکر صاف سمجھ جاتا تھا کہ کوئی لڑکی دیوانی ہو گئی ہے - کسی کمسن کی آواز ہے چلتے چلتے ایک آدمی ملا اس سے داروغہ صاحب نے پوچھا ارے بھئی خیر صلاح کہہ چلو - اُسنے کہا داروغہ صاحب طبیعت بہت بگڑ گئی تھی ڈاکٹر صاحب نے آکے دیکھا اور دوا دی جب سے طبیعت سنبھل گئی ہے - نہین تو رونا پیٹنا مچگیا تھا اور سچ یون ہے کہ جب اُٹھین اور نہائین جب ہم نپیا ہین - ہمکو ڈاکٹر صاحب نے برف لینے کو بھیجا ہے داروغہ نے کہا برف ہمارے ساتھ ہے - پندرہ سیر - تم بھی جاکے لاؤ - ڈیوڑھ لگی رہے اس خبر کے سُننے سے بعض بعض کو ذرا ذرا تسلی ہوئی مگر نورجہان اور بڑی بیگم کو ذرا تسلی نہ ہوئی - کیونکہ اُس آدمی نے کہا کہ جب اُٹھ کے بیٹھین اور نہائین تب کی بات ہے - اس مایوسی سے دلی تسلی محال تھی مگر یہ معلوم ہوا کہ راجہ ابھی زندہ ہین - حکیم جاتے ہی ہین - ڈاکٹر موجود ہی ہین - علاج ہو رہا ہے ممکن ہے کہ بچ جائین - نظیر بیگم دو دن کی جاگی تھین قفس مین سو رہین جب ایک دفعہ زور سے پی کہان کی آواز سنی تو اُٹھ بیٹھین اور بڑا رنج کیا کہ اچھی ہوکے پھر دیوانی ہو گئی لیکن دل کو اتنی ڈھارس تھی کہ اس لڑکے کے دیکھتے ہی دونون کی جان مین جان آئیگی - ممکن ہے کہ یہ اُسکو اور وہ اسکو دیکھ کے ایسے خوش ہون کہ اسکی بیماری اور اُسکی دیوانگی دور ہو جاوے خوشی عجب چیز ہے جس طرح انسان غم سے گھل جاتا ہے اسی طرح خوشی سے تنپ جاتا ہے چلتے چلتے راستے مین داروغہ نے ایک آدمی سے پوچھا ارے بھئی خیریت تو ہے؟ اسنے کہا داروغہ جی ڈاکٹر صاحب جان لڑا رہے ہین اور پہلے سے بڑا فرق ہے - دعا اور دوا دونون مین روپیہ کوڑیون کی طرح صرف ہو رہا ہے اور بڑی رانی صاحبہ نکال دینی

لوٹ رہی ہین اب جلد جائیے۔ داروغہ نے کہا اب تو پہونچ ہی گئے
خدا مالک ہے گھبرانے کی کوئی بات نہین۔ اللہ پر ہردم شاکر اور صابر
رہنا چاہیے۔ تھوڑی ہی دیر مین قافلہ داخل منزل مقصود ہوا۔ وہان
دیکھا تو سب پھاٹک کھلے ہوئے۔ اور ہر مقام پر تیز روشنی۔ چکا چوند
کا عالم اور لوگ اودھر اُدھر دوڑتے ہوئے۔ سب بدحواس۔ سراسیمگی
کی حالت پریشان۔ پردہ ہوا۔ مرد سب باہر رہے۔ عورتین اندر گئین۔
زنانی ڈیوڑھی پر وہان کی مستورات نے استقبال کیا۔ اور بڑی رانی
نے بدحواسی کے ساتھ پوچھا ہماری بہو کون ہین۔ نظیر بیگم نے نورجہان
کی طرف اشارہ کرکے کہا (آپ کی بہو یہ ہین) اتنا سنتے ہی بڑی رانی
نورجہان کو لپٹ گئین اور آبدیدہ ہو کر کہا بیٹا تمھارا سہاگ اللہ قائم
رکھے۔ جلدی چلو۔ اللہ کرے تمھاری جوڑی برقرار رہے۔ اب ہماری
جان مین جان آ گئی۔ سب کی سب اندر گئین۔
اب وہان کا حال سنئیے۔ ڈاکٹر ایک شہ نشین مین بیٹھے ہوئے۔ اسی
شہ نشین مین ایک پلنگ بچھا ہوا۔ بستر صاف ستھرا۔ عطر و عنبر اور اگر کی بتی
اور پھولون کی خوشبو سے مکان بھر مہک رہا تھا۔ لمپ روشن۔ سب
لمپون پر ہرا شیڈ۔ گھر کی نوکر عورتین ادب کے ساتھ اودھر اُدھر دست بستہ
استادہ۔ سب خاموش۔ دواؤن کی شیشیان اور بوتلین اُسی شہ نشین
مین چنی ہوئی تھین۔ اس پلنگ کو جس پر راجہ راحت حسین آرام کرتے تھے
بہت سی عورتون نے گھیر لیا تھا۔ کوئی پوچھتی تھی۔ بھیا ہم کو پہچانتے ہو۔ کوئی
کہتی تھی ڈاکٹر صاحب مین لونڈی ہو جاؤن گی انکو کوئی ایسا دوا دیجیے
کہ باتین کرنے لگین۔ کسی نے رو کر کہا یا الٰہی یہ کیا ہو رہا ہے۔ مردون مین
بجز دیوان کانجی مل۔ اور ڈاکٹر اور ایک خواجہ سرا کے اور کوئی نہین۔ کانجی مل
اور ڈاکٹر سے اس سراسیمگی کی حالت مین کسی نے پردہ نہین کیا۔ جان پر بنی
ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب واقعی جان پر کھیل گئے۔ جان لڑا دی۔ باہر دو سو
سوار دن کو کرایا کھلایا گیا۔ ایک جانب لنگر بٹ رہا تھا۔ ایک جانب فقیرونکو

کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا۔ یہ اس وقت کا حال ہے۔ جب یہ قافلہ داخل نہین ہوا تھا۔ جب یہ قافلہ داخل نہین ہوا تھا۔ جب یہ لوگ آئے فوراً باغ اور املاک بھر مین پردہ کرایا گیا۔ اب صرف ڈاکٹر بیٹھے تھے۔ کابجی مل باہر چلے گئے۔ نورجہان اپنی پریشانی اور رنج وغم سب بھول گئین۔ ایک ایک قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک جان کی جگہ ہزار ہزار جانین پیدا ہوتی جاتی ہین۔ دل باغ باغ۔ بڑی بیگم نے کہا مین ازسرنو زندہ ہو گئی۔ نظیر بیگم بولین۔ امی جان دوبارہ زندگی پائی۔
نادرجہان نے کہا کس کو یہ امید تھی ہاے مین تو باجی جان بالکل ناامید ہو گئی۔
فیضن نورجہان کے ہمراہ تھی اور چپکے چپکے کہتی جاتی تھی کہ وہ بھاری جوڑا لونگی کہ یہان کی جتنی رانیان اور بیگمین ہین سب شرما جائین
پیاری اکڑتے چل رہی تھی۔
دلاری ستارن سب ہشاش بشاش کہ دولہا کے گھر پر آگئے۔
ڈاکٹر صاحب سے کہا گیا کہ ذرا آڑ مین ہوجایئے
پلنگ کے پاس فیضن نورجہان بیگم تو چلی گئین اور سب دور کھڑی رہین۔
نورجہان پہلے تو جاتے ہوئے جھجکین۔ شرم آئی۔
فیضن نے کہا اے سرکار چلیے)
پھر مسکرا کر کہا اے واہ اب رنگ لائی گلہری۔
اور جتنی عورتین تھین سب ہٹ گئین۔
اب سنیے کہ ڈاکٹر نے آ کے اس صاحبزادے کو بڑی بری حالت مین پایا تھا اور اسٹمیولنٹ دینے شروع کیے۔
یعنی وہ دوا جو مرتے ہوئے کو تھوڑی دیر زندہ کر دیتی ہے یعنی مقوی چیزین۔

اُن سے فی صدی دو چار دس پانچ اچھے بھی ہو جاتے ہین۔
ان ادویہ نے جو تجربہ کار ڈاکٹر پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ مین دینے جاتے تھے مرض کی خوب روک تھام کی۔ نورجہان جب جا کے پلنگ پر بیٹھی تو فیضن نے جو اس لڑکے کے ساتھ کھیل چکی تھی کہا حضور کا مزاج کیسا ہے۔
انھون نے آنکھین کھول دین اور نورجہان کو دیکھکر روح کو بالیدگی ہوئی۔
مگر فیضن کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔
فیضن نے پھر چھیڑ کر کہا اے حضور دیکھیے تو پلنگ پر کون بیٹھا ہے۔
نورجہان کا کلیجا بلیون اُچھلتا تھا۔
اُس لڑکے نے آنکھین کھول کر اپنی معشوقہ محبوبہ پر نظر ڈالی۔ مگر باہنیمہ اُلفت و عشق انتہاے ضعف اور غلبہ مرض کے سبب سے گویائی کی طاقت نہ تھی۔
آنکھ بھر کر دیکھ تو لیا مگر مسکرانے تک کی مرض نے اجازت نہ دی۔
فیضن نے کہا اے حضور اِنکا تو پی کہان سکتے کہتے مُنھ تھک گیا گلا سوکھ گیا اور آپ کی یہ بے التفاتی۔
اے مُنھ سے بولو مگر کیسے پڑے ہو۔
ناظرین کو معلوم ہے کہ اس لڑکے اور فیضن سے لڑکپن کی ملاقات تھی۔
اور بے تکلفی تو لڑکپن مین ہوتی ہی ہے۔
کبھی موجودہ مراتب اعلےٰ کے سبب سے حضور اور سرکار کہنے لگتی تھی مگر (منھ سے بولیے) کے عوض (منھ سے بولو) کہہ جاتی تھی۔

گھر کی عورتین سب ششدر کہ یہ کیا ماجرا ہے
ہم تو سمجھے تھے کہ دونون کی چار آنکھین ہوتے ہی دونون پٹپ جا ئینگے۔
بیماری دور ہو جائیگی۔ مگر یہ سب خیال ہی خیال تھا۔ استنے مین ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ پندرہ منٹ گذر گئے۔ پردہ ہونا چاہیئے۔
بڑی رانی نے اپنی ایک مہری کو حکم دیا کہ چادر نورجہان بیگم کو اُڑھا دو بس پردہ ہو گیا۔
وہ چادر لیجانے ہی کو تھے کہ ایک دفعہ مریض کا منکا ڈھلکا۔ عورتین اور ڈاکٹر آڑ سے مریض کو بغور دیکھ رہے تھے۔ عورتین دوڑ پڑین۔
ڈاکٹر دور سے دیکھکر باہر چل دیے اور وہان حکیم صاحب سے کہا (راجہ صاحب گذر گیا)
اور محل خانے مین اسقدر کہرام مچا کہ اس مقام کے دس کوس تک پچاس ساٹھ برس سے اسقدر کہرام نہ مچا ہوگا۔
ایک دفعہ ڈاکٹر اور حکیم کو زبردستی لوگ اندر لے گئے۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھی۔
ڈاکٹر نے سینے پر ہاتھ رکھا اور دونون پھر باہر چلے حکیم صاحب نے چلتے ہوئے اتنا کہا کہ (اللہ مین سب قدرت ہے)
استنے مین پلنگ کے اردگرد بھیڑ لگ گئی اور تین ہچکیان اس مریض جان بلب نے لین اور چوتھی ہچکی مین دم نکل گیا اب ٹپس اور کہرام کی آواز فلک چارمین تک پہونچی اور جب نورجہان نے ایک عورت کے بین کی آواز سنی دارے میرے نرگس آنکھون والے بچے)
دیکھ تو سرہانے کون بیٹھی ہے۔
اتنا سننا تھا کہ نورجہان نے آنکھ کھول کے دیکھا اور لاش کی گردن کو

اپنے حنا آلودہ ہاتھون سے ذرا اُٹھا کر باہین ڈال دین اور یا دلی
بہن تو ہو ہی گئی تھی دو بار گالون کو چوما اور اُسی دم ایک پلنگ پر دو
لاشین نظر آئین۔

ایک کی باہین دوسرے کے گلے مین۔

لیلی مجنون شیرین فرہاد کو بھی یہ بات نصیب نہین ہوئی۔

اگر روح کوئی چیز ہے تو واقعی ان دونون تن بے جان کی روح کو
بالیدگی ہوتی ہوگی کہ انتہا کی حسرت و ناکامی مین بھی یہ بات حاصل ہوئی
کہ دونون لاشین گلے لگائے پڑی ہین۔

جس وقت نورجہان نے دم توڑا اسکے ایک منٹ قبل اسنے تین بار
ایک صدا جس کو اُسکے دل کی بڑی سخت ہوک کہنا چاہیے بلند کی تھی
اور تیسری صدا جس کے بعد اُسنے جان آفرین کو جان شیرین سپرد کی یہ تھی

(پی کہان)

شن ۲۲ ۸۹۱۴۲۳۳۶
(پیس)

۴۳۰۲۸

Date	No.	Date	No.